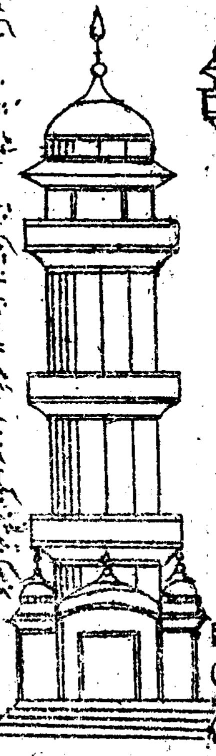
رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ



الحکم

چگویم با تو گر پرسی چہا در قادیاں بینی | دوائے ہر شفا بینی غرض دارالاماں بینی

(ایڈیٹر و مالک یعقوب علی تراب احمدی)

چندہ سالانہ
۱- عوام سے صہ
۲- خواص و معاونین سے عـہ
۳- ... سے باہر سے ...
۴- غیر مذاہب والوں سے سے/ ۱۲
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ... / ۱۲

نمبر ۲۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

غزل

از صوفی تصور حسین صاحب مہاجر قادیان

لکھے توصیف احمد کس کی جا ہے | خدا ہی جب اوس کا خود ہی مدح خواں ہے
جو عشق احمدی میں خستہ جاں ہے | اوسے حاصل حیاتِ جاوداں ہے
عجب بر تر امامِ قادیاں ہے | غرض اوس کا بالاتر مکاں ہے
خدا کا دوست خلقت کا پیارا | جہاں میں کوئی ایسا دلستاں ہے
ہراک انداز ہے اوس کا نرالا | حسینوں مہ جبینوں کی وہ جاں ہے
کہے حق جس سے میں تجھسے تو مجھسے | ٹھکانا اوس کے رتبہ کا کہاں ہے
زبان اوس کی زبان حق ہے گویا | جبیں سے اوسکی نورِ حق عیاں ہے
خلیق و خندہ رو شیریں سخن ہے | گل رخسار اوس کا گلستاں ہے
ہے اوسکی چال میں شاہانہ انداز | وہ اپنے وقت کا سلطان نشاں ہے
سخن اوس کا سخن سنجوں کے دل میں | برنگ ابرِ نیساں درفشاں ہے
ملا جو اوس سے حق سے مل گیا وہ | خدا کا اوس پہ لطف بیکراں ہے
اویس خستہ دل کیسا خوش ہے | کہ مہمانِ مسیحائے زماں ہے

دیگر

سروش خوشخبر مژدہ رساں ہے | کہ دورِ احمدِ آخر زماں ہے
بنازاے طالع فرخ بصد ناز | کہ تیرا کس بلندی پر مکاں ہے
ہمیں قسمت پہ اپنی کیوں نہو ناز | کہ پایا ہم نے بدر فرخ زماں ہے
نصیبہ اپنا کیسا ہے سکندر | خدا ہم پر ہمارا مہرباں ہے

ہمیں فضل خدا اس در پہ لایا
جہاں سو سو بلا میں مبتلا ہے
مریضانِ دل و دیں کیوں نکمیں ہیں
کرو اس در پہ آکر جبہ سائی
چلو لوگو کرو جاں اوسپہ قرباں
اسی کے قدموں کے نیچے ہے جنت
میں ہوں سو جان سے اوس دلبر پہ قرباں
مخالف ہیں سیہ بختی سے محروم
ہزاروں شک کی دلدل میں پھنسے ہیں
نشاناتِ سماوی دیکھکر بھی
سمجھ کو ان کی یا رب ہو گیا کیا
سمجھتے ہیں نہیں نادان اتنا
سچائی حق رہا ہے ہوں سے راہی
ڈرو حق سے نہ مخفی کو بگاڑو
نہ ہو لو غفلت و نخوت کو چھوڑو
خدا تک پہونچنے کا صرف یہ راز
محمد احمد احمد ہے محمد
ادا شکرِ خدا کیونکر کروں میں
یہ مخفی راز اس نے مجھ پہ کھولا
نہ غیروں کی طرح مجھکو کیا خوار
اویس خستہ پہ یا شاہِ والا

یہ تحیت سعد غیروں کا کہاں ہے
ہمارا قادیاں دارالاماں ہے
چلو وقت مسیحائے زماں ہے
دما احمد در امن و اماں ہے
جو تم کو خواہشِ باغِ جناں ہے
اسی کی پیروی نورِ جہاں ہے
کہ احمد سادہ گوئی دلستاں ہے
کہ اون کا نورِ حق سے بدگماں ہے
مسلمانوں میں خوے کافراں ہے
وہی بدقسمتوں کو بدگماں ہے
کہ راہِ دیں میں ہر اک بلیہ ساں ہے
کہ جھوٹے کا موئید آسماں ہے
اور اب وہ کا ذو نیر مہرباں ہے
سنبھل جاؤ کہ وقتِ امتحاں ہے
عزیزو زندگی آبِ رواں ہے
امام وقت ہی اک نردباں ہے
جو وہ سمجھے وہی کامیاب ہے
زباں کو میری یہ طاقت کہاں ہے
کہ اینکے جسمیں سرگرداں جہاں ہے
ترا احسان خلاقِ جہاں ہے
کرم کیجے کہ کلفت میں پڑا ہے

فساد کے بانی کون ہیں؟

نمبر دوم

گذشتہ اشاعت میں ہمنے مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کی تحریر اور گورنمنٹ انگلشیہ کی چٹھیات کو دیکر دکھایا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے طوفان بےتمیزی میں گورنمنٹ انگلشیہ کی حمایت اور نصرت میں دلیرانہ کام کرنیوالے وہ لوگ تھے جنکو آریا گزٹ مفسدونکی حمایت کرنیوالا ٹھیراتا ہے اس ثبوت کے بعد اگر آریہ گزٹ اپنی غلطی کا اعتراف نہ کرے تو پھر اس سے بڑھکر بےحیائی کوئی نہ ہوگی۔ اگر یہ مدد مفسدوں کی مدد تھی تو اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہونگے کہ آریہ گزٹ کے نزدیک مفسدہ پرداز انگریز تھے اور یہ اس سے بھی بڑھکر کورنمکی اور شرارت ہے۔ اگر آریہ گزٹ کا یہی مذہب اور عقیدہ ہے تو اس کو کھول کر کہدینا چاہئے پس پردہ باتیں بنانے سے کیا حاصل!

اس کے بعد آریہ گزٹ کے ایڈیٹر اور لایق نامہ نگار کی قابلیت کے جانچنے کا وہ موقع ہے جہاں اوس نے حضرت حکیم الامۃ کی اجمالی سوانح عمری کا ایک اقتباس دیا ہے اور اس کا یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مفسدوں کو مدد دیتے تھے۔

آریہ پرتی ندہی سبھا کو ایسے قابل مورخ اور دقیقہ رس مضمون نگار کی خاص طور پر عزت افزائی کرنی چاہئے۔ وہ فقرہ یہ ہے جہاں لالہ صاحب ٹھوکر کھاکر مُنہ کے بل گرے ہیں۔

"جناب الٰہی کے انعامات میں سے ایک بات یہ تھی کہ ایک شخص غدر میں کلکتہ کے تاجر کتب جو مجاہدین کے پاس اس زمانہ میں روپیہ لے جایا کرتے تھے ہمارے مکان میں اترے انہوں نے مجھے ترجمہ قرآن کیطرف متوجہ کیا۔ یہ تو ہمیں کلکتہ کے تاجر سے فائدہ ہوا"

ان فقرات سے آپ نے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ "مسلمان لوگ نہ صرف غدر کے بانی ہی تھے بلکہ وہ مفسدوں کی روپیہ سے مدد بھی کرتے تھے اور انہی احمدی لوگوں کے اباواجداد جوکہ اسوقت ریاکاری سے گورنمنٹ کے خیرخواہ ہونے کا دم بھر رہے ہیں ان مفسدہ پردازوں کو اپنے گھروں میں پناہ دیتے تھے اور ان سے دینی مفاد حاصل کرتے تھے ان مفسدوں کو وہ اپنی اصطلاح میں مجاہدین کہتے تھے" اس واقفیت اور تاریخ دانی پر آپ مسلمانوں خصوصًا احمدیوں کو الزام دینے کے لئے میدان میں نکلے ہیں۔

حضرت حکیم الامۃ نے جوکچھ لکھا ہے وہ امر واقعی کا اظہار ہے اور اس سے آپ نے اپنی ترجمہ قرآن کی طرف توجہ ہونے کے واقعہ کو بتایا ہے۔ ناعاقبت اندیش معترض اتنا نہیں سوچ سکا۔ کہ غدر کا نتیجہ اور مرکز کیا تھا؟ کیا کلکتہ کے تاجر کتب کو ایام غدر میں آریہ گزٹ کے خیالی مفسدوں کو نہیں، اگر روپیہ پہونچانا تھا۔ اور روپیہ پناہ لینے کو آئے تھے۔ آریہ گزٹ کے ایڈیٹر نے بھی ہماری مخالفت میں اندھا ہوکر بلاسوچے سمجھے ایسے لغو آرٹیکل کو درج کردیا۔ مضمون نگار اور ایڈیٹر کو اتنا ہی معلوم نہیں۔ کہ مجاہدین سے کیا مراد ہے اور وہ کون لوگ تھے؟

مجاہدین وہ لوگ تھے جو مولوی اسمٰعیل شہید مرحوم کے ہمراہ ہوکر سکھوں سے لڑے تھے اور سرحد پر پہاڑ ونمیں رہتے تھے ابتک ان لوگونکا ایک گروہ وہاں رہتا ہے ان لوگوں کا خیال تھا اور ہے کہ حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پھر آئیں گے اور مخالفوں کے ساتھ جہاد کریں گے۔ یہ لوگ پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ اور اس غلط خیال کو اپنے دل میں جگہ دیئے ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں بعض لوگ اس خیال کے تھے اور ممکن ہے اب بھی کوئی ہو جو ان کی اعانت کرتے تھے اور گورنمنٹ بھی ان سے ناواقف نہ تھی اور نہ ہے یہ لوگ غدر میں فساد کرنیوالے نہ تھے اور نہ انہوں نے اس وقت کوئی فساد کیا۔

ان لوگوں کو سکھوں کے ساتھ مخالفت اور عداوت تھی کیونکہ سکھاشاہی کے دور میں شعایر اسلام کی بجاآوری میں قسم قسم کی روکیں اور سزائیں وہ لوگ مسلمانوں کو دیتے تھے۔

مولوی نورالدین صاحب کے والد ماجد ایک معزز اور شریف آدمی تھے۔ اور ایک واجب الاحترام خاندانی مسلمان ہونے کی وجہ سے ان کے ہاں ایک بہت بڑا پرانا کتب خانہ تھا جس میں وہ ہر قسم کی کتابوں کا اضافہ کرتے رہتے تھے اسی وجہ سے وہ تاجر کتب ان کے ہاں آیا وہ ان کے ذوق سے آشنا تھا۔

مگر عداوت نے مخالف کے دل ودماغ کو ایسا مکدّر اور تیرہ و تاریک بنا رکھا ہے کہ وہ اتنا بھی نہیں سوچتا کہ کیا مفسدین اس وقت چھپے ہوئے تھے یا فساد کرتے پھرتے تھے؟ اور فساد کا مرکز اور محل پنجاب تھا یا کیا؟

اب صاف ثابت ہے کہ معترض نادان نے جو نتیجہ حضرت حکیم الامۃ کے صاف اور سادہ الفاظ سے نکالا ہے وہ کیا غلط اور محض تعصب اور جہالت کا نتیجہ ہے سچ ہے

کھسیانی بلی کھمبا نوچے

آریہ سماجی اپنے الزامات اب دوسروں کے سر تھوپ کو خوش ہونا چاہتے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں

ایں رہ کہ تو میروی بترکستان است

کا معاملہ ہے۔ وہ اپنے طرز عمل اور چال چلن سے ثابت کر دکھائیں کہ جو الزام انپر لگا ہے وہ صحیح نہیں یا کم از کم انہوں نے اصلاح کرلی ہے میں نہیں چاہتا کہ آریوں کے خلاف قلم کو اٹھاؤں مگر مجبور ہوکر کچھ کہنا پڑتا ہے۔

اس کے بعد آریہ گزٹ کے ایڈیٹر نے مولوی ثناءاللہ پر کچھ لکھا ہے اس کے لئے وہ خود جوابدہ ہے۔ مجھے اس سے تعلق نہیں ہاں مسئلہ جہاد پر جو بحث کی ہے اسپر میں کسی اگلی اشاعت میں کچھ ضرور لکھدونگا۔ وباللہ التوفیق۔ آخر میں آریہ گزٹ کے ایڈیٹر صاحب کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ غلط اور بیجا اتہام دوسروں پر لگانے کی بجائے اپنی قوم کی اصلاح کریں۔ گورنمنٹ احمق نہیں ناواقف اور ناآشنا نہیں وہ دوست و دشمن میں تمیز کی قابلیت رکھتی ہے۔

ہفتہ زیر اشاعت کی تازہ وحی

(۱) ایسے شخص کی آمدن ہونیوالی ہے - (یہ لفظ ہیں واللہ اعلم)
(۲) انی معین من اراد اعانتک - انی معین من اراد اعانتک
(۳) اور خواب دیکھا کہ زمین ایک عورت کو تین روپے دیئے ہیں اور اس سے کہتے ہوں کہ کفن کے لئے ہیں آپ دیکھا گویا کوئی مر گیا ہے اسکی تجہیز و تکفین کے لئے تیاری کی ہے

عذر گناہ

لالہ لاجپت رائے نے بتاریخ ۹ مئی ۱۹۰۷ء بوجہ شامت اعمال خود لاہور میں ماخوذ ہوکر برما بھیجے گئے - آریہ صاحبان حامی کانگریس اخبارات نے شور واویلا مچایا اور شکست ابرا ہاں دوہائی کر رہے ہیں - کہ سرکار نے یہ سخت ظلم کیا ہے کہ بغیر دریافت کے اُس کو جلاوطن کردیا - گورنمنٹ کے حق میں سخت ترش ناجائز کلمات کہ رہے ہیں - اُس کو شہید قوم کا خطاب دیا گیا - گویا ہیں جو الفاظ عزت و حرمت کے ملسکتے ہیں وہ اسکے حق میں کہ رہے ہیں - اور اسکی خلاصی کی کوشش ہو رہی ہے - اپنی جلاوطنی سے کچھ تھوڑا وقت پہلے اس نے ایک چٹھی شائع کی تھی اُسمیں جتنا اسباب موجودہ بے امنی اور بہڑکاؤ کے تبلائے جنمیں زیادہ تر حد بندی ہے - بل متعلق نوآبادی نہر چناب - ایکٹ استقال اراضی پنجاب ۱۹۰۰ء - آریہ پنجابی اخبار کا قید کیا جانا - نہر باری دوآب پرآبیانہ بڑھانا - اس کے بعد آپ نے پرانے دوست مسٹر گوکہلے نے اُنکی ہمدردی میں ایک چٹھی اخبار ٹائمز آف انڈیا میں شایع کی ہے جسمیں لکھا ہے کہ گورنمنٹ نے بے انصافی کی ہے کہ پولیس کی رپورٹ پر (جو اکثر جھوٹی ثابت ہوا کرتی ہیں) بھروسہ کرکے اسکو جلاوطن کردیا وہ بعض وقت سخت الفاظ استعمال کرتے تھے - مگر یہ بات ہرگز نہیں ہوسکتا کہ وہ حد سے تجاوز کر گئے ہوں - چنانچہ واقعات پیش کرکے ثابت کیا جاوے میں نہیں مان سکتا کہ اُس نے کبھی کوئی حرکت کی ہو جسکی بناپر گورنمنٹ کو اُس کے جلاوطن کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی - وغیرہ وغیرہ -

یہ تو گورنمنٹ کو ہی معلوم ہے کہ کن وجوہات سے وہ جلاوطن کیا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو معلوم تھا کہ اس شورش وبہڑکاؤ کا کوئی نتیجہ جلد نکلنے والا ہے - آخر اُس نے پیشبندی کرکے اپنے بچاؤ کیلئے یہ چٹھی شائع کی -

جو اسباب بہڑکاؤ وبے امنی کے اُس نے بیان کئے ہیں علیحدہ علیحدہ دکھانا چاہتا ہوں کہ یہ بیان درست نہیں - پہلے سے پنجاب میں جوش کے مادہ کا کچھ نشو و نما ہو رہا تھا کہ ان کی ایجیٹیوں وغیرہ کے اجرا نے اُن کو اس سے زیادہ مشتعل کرنیکا موقع ملگیا - آمدم بر سر مطلب

صاحبان کانگریس پہلے تو خوش اسلوبی سے اُسکے ممبر کچھ عرصہ کے بعد جبکہ انہوں نے دیکھا کہ ہماری خواہشات کو (خواہ کیسی ہوں) گورنمنٹ جلد پورا نہیں کرتی تو وہ بڑی تیزی سے نیشنلسٹ ہوگئے اور سمجھ لیا کہ نرمی و یا ادب سے کچھ نہیں ملتا - تب ناموزوں الفاظ استعمال کرنے شروع کئے مسٹر تلک نے جو باغیانہ تقریر بخلاف گورنمنٹ کی اُس سے کل جماعت تعلیم یافتہ بخوبی واقف ہے اُس سے کانگریس کے دلی خیالات وارادوں کا اظہار ہوتا ہے -

وہ بعد جو ڈیشل کارروائی سخت قید کا سزایاب ہوا جو ہائی کورٹ تک بحال رہی - اسکی رہائی پر اُس آگے سے بڑھ کر زیادہ عزت کیگئی - اسکو نشیب قوم کا خطاب دیا گیا - غرض اس کے عمل سے اُن صاحبان نے ہندوستان کو بخوبی آگاہ کرنیکی کوشش کی کہ اسکا فعل جو انکے نزدیک جرم بغاوت انگریزی ثابت ہوچکا تھا مستحق قابل تقلید تھا - اسطرح مسٹر تلک کا حال تھا -

پنجاب کے زیادہ تر آریہ صاحبان ان کانگریس والے خیال کے حامی ہوگئے - سید سید احمد کی ہدایات کی کوشش سے مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ یہ کانگریس آخرکار ایک رنگ لائیگی اسمیں شامل نہ ہونگے - اگرچہ انہوں نے فوائد اتفاق بتلاکر اُنکو ملانیکی بہت کوشش کی مگر وہ مستقل رہے اور شامل نہ ہوئے -

اسمیں کچھ شک نہیں کہ کانگریسی صاحبان پنجاب کے زیادہ تر آریہ ہندو تعلیم یافتہ جنکو لیڈر صاحبان ہوم رول اور سیلف گورنمنٹ کی خواہش میں جوش انگیز تقریریں کرتے رہے - اس زمانہ میں پنجاب میں یہ بیان کیا جاتا تھا کہ لارڈ کرزن نے بلحاظ انتظام سلطنت تقسیم بنگالہ کی تجویز کی بنگالی اُس کے مخالف

کانگریس سخت مخالف ہوگئے جوش انگیز تقریریں تحریریں کیں اور یہ ظاہر کرکے کہ انگریز انکو مدد خواہ نہیں اور محض انکی طاقت توڑنے کیواسطے یہ تقسیم بنگالہ کیجاتی ہے تنگ آکر بنگالہ نے مدد کرکے بائیکاٹ کے بدلہ میں گورنمنٹ کو نقصان پہنچانے کے ارادہ سے سب نے حلف اٹھائی - کہ انگریزی اسباب نہ لیا جاوے - پنجاب کیطرف سے لالہ لاجپت رائے اور مسٹر گوکہلے انگلینڈ میں گئے - شور مچایا اشتہار انکو دکھایا اگر گورنمنٹ انکی خواہشات پورا کرے - نہ پورا کریں تقسیم بنگالہ کے متعلق جو جوش انکا پہیلا یا جاتا ہے اسکی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں - آخر وہ سیلاب جوش و عداوت کا پنجاب میں پہنچا اور حامیان کانگریس آریہ صاحبان نے اسکا خیر مقدم کیا - پر جوش تقریروں تحریروں سے پنجاب میں بیداری اور سیلف گورنمنٹ کے خواہاں ہوئے -

ریل نو آبادی نہر چناب - پنجاب کے حالات جو اس بل کے شائع ہونے سے پہلے تھے وہ بیان کئے گئے ہیں - یہاں یہ ظاہر کرنیکی کچھ ضرورت نہیں کہ بل لوگوں کے لئے مفید تھا یا نہ تھا مگر میں یہاں بروئے صحیح واقعہ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ جس باغیانہ طریق سے خاص لائلپور جیسے مقام نو آبادی میں متعلق بل کارروائی کیگئی - وہ گورنمنٹ کیلئے سخت خطرناک تھی - لالہ لاجپت رائے ذاتی طور زمیندار ہیں - اور نہ کبھی زمینداروں کے ساتھ ہمدردی کی - یہ کہنا درست نہیں کہ گورنمنٹ نے پولیس کی رپورٹ پر بھروسہ کرکے اسکو جلاوطن کیا - فلاسفروں کا قول ہے -

نہال سے کہ ماند آں راز مے کہ وساز ند محفلہا

یہ میلہ لائلپور میں مویشی و نمائش پیداوار کا میلہ اپریل میں ہوا کرتا ہے - اپریل ۱۹۰۷ء کے میلہ پر ہزار ہا زمیندار آئے - انکو اپنی طرف زیادہ راغب کرنے کیلئے ایک گیت دیسی زبان میں (جو پہلے سے تیار کیا گیا تھا) بامراد وہاں فہم پنجابی در وفو الفاظ میں لکھا گیا کہ لوگونکو دلونپر زیادہ اثر ہو جوش پیدا ہو اور عوام میں یہ گیت بہت مقبول زبانزد ہو - پنجاب میں یہ دستور ہے کہ جو نیا ایسا گیت پنجاب کے کسی حصہ میں گایا جاوے تو فوراً کل پنجاب میں مشہور ہو جاتا ہے - اور زن ومرد خورد و کلاں وقت بے وقت گلیوں بازاروں میں گاتے ہیں - اسطرح یہ گیت پنجاب میں پھیل گیا -

اُس میلہ میں لالہ لاجپت رائے اور اُس کے دیگر ہمراہی کہڑے تھے - اور پر جوش تقریریں ہوتی تھیں - آخر انکو بخوبی سمجھانے کیلئے یہ گیت گایا گیا - مشہور راگ "پگڑی سنبھال او جٹا" اسکے معنے ہیں "او زمیندار بس ہو جا - اوہ قوم تیری عزت اتاری جاتی ہے - سب لوگ جاگ اٹھے عزت کو سنبھال" آگے اُس گیت کے اشعار سخت جوش انگیز ہیں "تمہارا حق چھینا گیا - ہم نے تو جٹ بہادر کہے - اس سے کچھ ہوسکا وہ تو بزدل نکلے پگڑی سنبھال" "محض باتوں سے کچھ نہیں بنتا تمام ہو وطن کا کچھ علاج کرو - پگڑی سنبھال" "اب چپ رہنے کا زمانہ نہیں - آج کسی کے پیچھے ہوکر مرنے کا زمانہ ہے - پگڑی سنبھال" "اگر ہماری بات سرکار نے نہ مانی ہم اُنکی کوئی بات نہیں مانینگے پگڑی سنبھال" ... "تمہاری داڑہی ڈول ڈول ویکھکر ہم نے خوش نہیں ہونا ہے - اور بہت کچھ کرو گے تو ہوگا پگڑی سنبھال" ... "اے جٹا اگر تیرا کہنا نہ مانا جاوے تو اس زندگی سے مرگ بہتر ہے - کہڑا ہو جا - اور اپنے ہاتھ (بہادری) دکھلا - پگڑی سنبھال" ... "اے دوست میں تجھے کیا کچھ کہوں - یہ اچھی بات نہیں کہ حق گنوا کر چپ رہو - پگڑی سنبھال"

افسوس ایسے لطف اصل دیسی زبان میں ہے - اسکا ترجمہ میں دینا نہیں آتا - اسکی تشریح کی ضرورت نہیں اس کالونی میں بہت سے فوجی افسران کو وجہ خدمات فوجی مربعات دیئے گئے ہیں اس میں حامیان نے ایک درد ناک درخواست انکی طرف سے بنائی - جسکے دستخط ہوکر حامیان پنجاب کا ندر افواج ہند کیجد تقسیم کی گئی کہ ہم کو وجہ خدمات دینیں ملیں اب پنجاب گورنمنٹ ہم کو ان سے محروم کرتی ہے - اُن لوگوں نے سمجھی طور سے اپنے رشتہ دار و نکو جو فوجوں میں نوکر ہیں اپنی حالت نازک سمجھکر اطلاع دی - معمولی عقل کا آدمی سمجھ لیتا ہے کہ ان فوجیوں کو اپنے رشتہ دار کی نازک حالت سنکر کیسی پریشانی ہوئی ہوگی - بل دیہاتیوں کو بل کے فاید یا نقصان کو سمجھنے کی کوئی لیاقت نہیں - جیسی یہ تقاریر اور ہوائی کارروائی ہوگئی - کہ سرکار زمینیں چھین لیتی ہے - جیسے بعض بل پر جہلا جاٹوں نے اسوقت جو جو الفاظ کہے اُس کے لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں آگے چلانا تھی - اُس کو مزہ کا پایا اب فرمایئے کہ اس خطرناک کارروائی کا کون ذمہ دار تھا - ۱۹۰۷ء ابھی بہت عرصہ نہیں گذرا کہ اس ضلع

مسلمانوں کے علوم و فنون کی نسبت

یورپین مسیحی مورخوں کی محققانہ رائے

افسوس مسلمانوں کی غفلت و ناعاقبت اندیشی اور باہمی مخالفت وغیرہ نے اُن کو حکومت و دولت اور عزت و اقتدار سے محروم کر دینے کے ساتھ ہی اُن سے علمی دولت بھی چھین لی۔ جس سے وہ اقوام عالم میں فایق اور یگانہ روزگار تھے۔ شائد میرے اس بیان پر کسی کو تعجب ہو کہ اس نے موجودہ مسلمانوں جیسی قوم کی ایسی تعریف کی جو اُس کی حالت موجودہ کے برعکس ہے۔ اس لئے شاید میرے بیان کو مبالغہ پر محمول کیا جائے۔ مگر دراصل مبالغہ نہیں۔ میں نے جو کچھ عرض کیا اور کرنا چاہتا ہوں۔ وہ بالکل درست ہے۔ اور یہ میری اپنی رائے نہیں۔ بلکہ زمانہ کا مسلمہ قول اور نامور مورخوں کا محققانہ بیان۔ مستند فاضلوں مشہور عالموں کی تحریروں کا خلاصہ اور مشتے از خروارے نمونہ ہے۔ جس کی شہادت و صداقت میں دنیا کی تاریخیں بھری پڑی ہیں۔

اس کے متعلق مخالفین اسلام یورپین مسیحی مورخوں کے بیانات ضرورت سے زیادہ موجود ہیں۔

تاریخ سے یہ امر بصراحت ثابت ہے کہ مسلمانوں کی جیسے ملکی فتوحات حیرت انگیز ہیں۔ ویسے ہی اُن کی علمی ترقیاں تعجب خیز ہیں جس کے موافق تو موافق۔ مخالف تک قایل و مقر ہیں

اسلام مقدس کا اثر

دراصل اسلام مقدس نے جو جوش مسلمانوں میں پیدا کر دیا تھا قانون قدرت کے مطابق اس کا یہی مقتضا تھا۔ جو وقوع میں آیا۔ یعنے اُنکی روحانی دماغی اور جسمانی قوتیں ترقی کے مدارج طے کر کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئیں۔ اور جب تک مسلمان اسلام مقدس کی فرمانبرداری میں سرگرم اور دینی پابندی پر قایم رہے۔ اُن کی دنیاوی ترقی و عروج میں بھی کوئی چیز حارج اور کوئی امر مانع نہ ہو سکا۔ شروع زمانہ اسلام میں مسلمانوں کے مخالفین کے مقابلہ میں اور استحکام اسلام میں مصروف رہے۔ اس مصروفیت نے اُن کو علوم و فنون کی طرف توجہ کرنے کی مہلت نہ دی۔ جب کسی قدر مہلت ملی۔ تو اس جانب مستعدی کے ساتھ متوجہ ہو سکے۔

اُنہوں نے اپنے دلی لگاؤ اور مذاق کے مطابق سب سے پہلے قرآن مجید جمع کیا۔ اس کے بعد اس کے معانی حل کرنے اور سمجھنے پر توجہ کی۔ اور معانی کی تشریح کی غرض سے صرف۔ نحو معانی بیان۔ عروض اور قوافی۔ اور وہ تمام علوم۔ جنپر زباندانی کا مدار اور اسکی باریکیوں کی فہمید کا انحصار ہے۔ مسلمانوں نے ایجاد کئے۔ اس سے فارغ ہو کر احادیث نبوی صلعم کے اجتماع اور علوم دینیہ کے تدوین پر متوجہ ہوئے اور اُن کو کمال کے درجہ پر پہنچایا۔

خلافت اُمیّہ کے عہد کی ترقی

خلفائے بنی اُمیّہ کے زمانہ میں زباندانی اور انشاپردازی کو بڑی ترقی ہوئی۔ شہزادہ خالد نے علم کیمیا میں ناموری حاصل کی فن تعمیر کی ترقی شروع ہوئی۔ دمشق میں مسجد اُمیّہ بنائی گئی جو بڑی وسیع و بلند اور نہایت خوشنما مستحکم اور عالیشان ہے۔ اس کو مختلف قسم کے خوشنما نقش و نگار سے اعلےٰ صنعت و کاریگری کا مجسم نمونہ بنایا گیا۔ جس کی خوبصورتی کو رنگ برنگ کی بلور کی پچی کاری کے ذریعہ اور بھی زیادہ بڑھا دیا گیا۔ اس کے بنانے میں فن انجنیری کے کمال کا لطف نہایت دلفریب پیرایہ میں دکھلایا گیا۔ جو دیکھنے پر منحصر ہے۔ یہ مسجد اُمیّہ جو امیر المومنین خلیفہ ولید بن عبد الملک کے عہد میں تعمیر ہوئی اور خاندان بنی اُمیّہ کی یادگار ہے۔ اب تک دیکھنے والوں کے لئے عجیب و غریب لطف اور سیاحوں کی خاص دلچسپی کا ذریعہ ہے۔ جس سے اُس وقت کی اسلامی شوکت اور شاہان اسلام کی عظمت کا نمونہ ظاہر اور کاریگر و صناعوں کی صناعی و قابلیت اور کمال ثابت ہوتا ہے۔ اور کئی نئے شہر تیار ہوئے۔ اسلام مقدس کی پہلی صدی ختم ہونے سے پیشتر ہی علوم مختلفہ کی مضبوط بنیاد قائم ہو گئی۔ جس کو روز افزوں استحکام پہنچتا رہا۔ اور ترقی ہوتی رہی۔

خلافت عباسیہ کے زمانے کا عروج

خلفائے عباسیہ کے وقت میں فلسفہ و حکمت کو بے انتہا فروغ ہوا۔ خلافت عباسیہ میں مسلمانوں نے علمی و عملی ترقیاں حاصل کرلی تھیں۔ اور علمی مذاق اس درجہ ترقی کر گیا تھا کہ خلفاے وقت کے علم دوست ہونے کے علاوہ ان کے تمام وزرار و امرا تک علم اور عالموں کی قدر کرتے اور علمی کتابیں جمع کرنے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ اُس زمانہ میں عالموں کی قدر اور علمی ترقی میں حصہ لینے۔ علمی کتابوں کی فراہمی اور اُنکی تعداد میں افزونی ایک اظہار تمول کا تھا۔ اُس زمانے کے اہل کمال کا۔ خواہ وہ مسلمان ہوں یا یہودی و نصاریٰ۔ ملجا و ماوٰا اور خلافت اسلامیہ کا صدر شہر بغداد شریف تھا۔ اور یہاں کے علمار و فضلار اور درسگاہیں۔ کتب خانے دنیا بھر میں مشہور عام تھے۔ (میں اس تحریر کو طول دینا نہیں چاہتا۔ ورنہ صرف بغداد شریف کے متعلقہ حالات ہی اس بارہ میں بڑے طویل ہیں۔ جن سے تاریخیں بھری پڑی ہیں۔ جن کو بخوف طوالت نظر انداز کر دیا جاتا ہے)۔

خلافت کے ضعف کے زمانہ کا حال

تیسری صدی کے اخیر میں جب خلافت عباسیہ کی طاقت ضعیف ہو جانے پر اسلامی ممالک میں چھوٹی چھوٹی خود مختار حکومتیں قائم ہو گئیں۔ تو عرصہ دراز تک اِن حکومتوں میں سے ہر ایک بجائے خود منبع فیض بنی رہی۔ اور ہر ایک میں علمار فضلار اور حکمائے اسلام بکثرت پیدا ہوئے۔ جنکی تصانیف اسلامی دنیا میں شائع ہوئیں۔ جن سے دنیا بھر نے فیض پایا۔ مسلمانوں کی تصانیف ہر قسم کی۔ ہر علم کے متعلق ہر ضرورت کو پورا کرنے کی غرض سے ہوتی رہیں۔ انہوں نے کوئی ضروری صیغہ نہیں چھوڑا۔ جسمیں اُن کی عمدہ اور اعلیٰ درجہ کی تصنیفات نہ ہوں۔

مسلمانوں کی ترقی

ڈاکٹر جانسن صاحب کو گو انگریزی میں سب سے پہلے لغت لکھنے کا اعزاز حاصل ہے۔ مگر مسلمانوں میں اون سے پہلے اور بہت پہلے لغت کے مصنف ہو گذرے ہیں۔ ان میں لغت کی ایک کتاب ساٹھ ضخیم جلدوں میں ہے۔ جس میں ہر لفظ کے معنی بسند علماء کے فقرات اور محاورے مستند شعراء کے اشعار کی سند پر بیان کئے گئے ہیں۔

غرناطہ کے حسن بن عبداللہ نے علم طبعیات کی ایک بڑی تاریخی لغات لکھی۔ جو مشہور ہے۔

شاعری کے مسلمان تو موجد ہی ہیں۔ اُنہوں نے نظم کی مختلف بحریں ایجاد کیں۔ مسلمانوں کی بدولت عیسائیوں میں شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ جس سے اس زمانہ کے پادری مذہبی اشعار کہنے لگے اور پھر رفتہ رفتہ دلچسپ غزلیں اور عشقیہ فسانے منظوم ہونے لگے۔ مسلمانوں کے ذریعہ فرانس۔ اٹلی۔ سسلی وغیرہ میں شاعری پھیلی۔

اور ایسے ہی فرانس۔ جرمن اور انگلستان کے باشندوں کو مسلمانوں کے سبب سے سواری کا شوق ہوا۔ اور وہ عربی گھوڑوں کے شایق ہوئے۔ اور ان ملکوں میں شکار کا شوق بھی مسلمانوں ہی کے ذریعہ پیدا ہوا۔

مورخ تو مسلمانوں میں اسقدر ہوئے۔ جنکا شمار نہیں۔ مسلمانوں کا تاریخی مذاق شہرۂ آفاق اور اُس میں اونکا کمال اظہر من الشمس ہے۔

مسلمانوں میں سیاح بھی بکثرت گذرے ہیں۔ جو صرف علم کو ترقی دینے کے لئے مختلف ممالک کی سیر و سیاحت کرتے اور اون ممالک کے باشندوں کے حالات قلمبند کرتے اور اپنے سفرنامے لکھتے رہتے تھے۔ مسلمانوں میں مردم شماری اور سلطنت کی آمدنی و خرچ کی تفصیل اور تجارت و صنعت وغیرہ کا حال کتابوں میں درج کئے جانے کا رواج بھی شروع سے چلا آتا ہے۔

مسلمانوں کی عربی میں پوری سائیکلو پیڈیا (وہ مکمل کتاب جسمیں دنیا کی جمیع اشیاء کا پورا بیان ہو) ہے۔

مسلمانوں کے علوم و فنون کی نسبت مسیحی مورخونکی تحریر

مسلمانونکی ترقی و تصانیف کا کچھ تھوڑا سا قلیل اندازہ مسٹر ہامر پرگسٹال کی تاریخ سے ہو سکتا ہے۔ یہ ایک بڑا نامور جرمن عالم اور مستند مورخ ہے۔ اس نے مسلمانوں کے بیان میں ایک ضخیم کتاب سات جلدوں میں لکھی ہے جس کے صفحوں کی تعداد ۷ ہزار سے زیادہ ہے اور یہ ضخیم کتاب سنہ ۶۵۶ ہجری مقدسہ اور خلیفہ مکتفی بامراللہ کے عہد خلافت کے دسویں برس تک کے حالات میں ختم ہو گئی ہے۔ اس کتاب کے دیباچہ میں فاضل مصنف نے ایک فہرست عربی کی اُن کتب تواریخ و رجال کی درج کی ہے۔ جو اس کا ماخذ ہیں۔ اس فہرست میں (۵۰۷) نہ یادہ کتابیں درج ہیں۔ جن میں سے اکثر کے نام بھی اکثر موجودہ مسلمانان نے سنے ہونگے۔ مسلمانوں اور اُن کے علوم و فنون سے دنیا اور اہل دنیا کو جو فیض پہنچا اور ان کے ذریعہ ترقی و عروج حاصل ہوا۔ اُس کا بیان بڑا طویل ہے جسکی اس مختصر تحریر میں گنجایش نہیں۔ لہذا بخیال اختصار بعض یورپین مسیحی مورخونکی تحریروں کا خلاصہ بیان کر دیا جاتا ہے۔

بے تعصب انصاف پسند مسیحی یورپین مورخونکی رائے

مسٹر ڈراپر جو یورپین مسیحی نامور مورخ ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں کہ آجکل یورپ کے عالم و حکیم اور ہیئت دان وغیرہ چاہتے ہیں کہ اپنی بزرگی قائم کریں اور اصلی عالموں کو تاریکی میں چھوڑ دیں۔ لیکن انکی یہ کوشش انصاف کی نظروں میں حقیر و معیوب ہے۔

مسلمانونکی ترقی علوم و فنون کی تصدیق

آخرکار یورپ کے عالموں کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اُن کے علم کی بنیاد اول عربوں نے ڈالی۔ جن کو وہ غیر مہذب اور وحشی کہتے ہیں۔ عربوں نے اپنا نام آسمان کے ستاروں پر لکھدیا ہے۔ اور آجکل کے ہیئت دانوں کو بھی وہی نام استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ جو عربوں کے مقرر کردہ ہیں۔

عربوں نے صرف علوم کی طرف ہی توجہ نہیں کی۔ بلکہ انہوں نے روزمرہ کی کارآمد چیزوں پر۔ جو زندگی کا جزو اعظم ہیں۔ بھی پوری توجہ کی۔ اُنہوں نے زراعت کو بہت بڑی ترقی دی۔ اور اس کے واسطے قانون مقرر کئے۔ جانورونکی نسل بڑھائی۔ گھوڑوں اور بھیڑوں میں ترقی دینے کے ذرایع پیدا کئے۔ چاول۔ نیشکر اور روئی کا استعمال ہم کو اُنہوں نے ہی سکھایا۔ باغ کے میوے اُن کا استعمال اور اُنکی ترقی کے وسائل ہم نے اُن سے ہی سیکھے۔ ریشم کی پیدائش اور اُس سے عمدہ کپڑے بنانے کی ترکیب ہم کو پہلے معلوم نہ تھی۔ اس کا علم ہم کو مسلمانوں کی طفیل ہوا۔ بارود اور بندوق مسلمانوں نے ایجاد کی۔ جو بندوق وہ استعمال کیا کرتے تھے۔ وہ ڈھلے ہوئے لوہے کی ہوا کرتی تھی۔

علی ہذا اور بہتیری ضروری و کارآمد اور مفید اشیاء کے موجد و ترقی دہندے اور بالخصوص ہم کو اُن سے واقف کرتے اور مستفید ہونیکا طریق بتلانے والے یہی مسلمان ہی ہیں۔

یہی مسٹر ڈراپر لکھتے ہیں کہ آجکل کے مصنف عربوں کی تعلیم میں بہت غلطیاں نکالتے ہیں۔ اُن کو خوب سمجھ لینا اور ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے کہ ہر قسم کی علمی ترقی کو اُس زمانہ کے حالات اور دیگر قوموں کے لحاظ سے دیکھنا چاہئے۔ کیا عجب ہے کہ ہمارے بعد ہمارے علوم میں۔ جنکو ہم اس وقت کامل سمجھ رہے ہیں۔ ہزاروں غلطیاں نکلیں۔ اسی فاضل مورخ کا بیان ہے کہ جسطرح اہرام مصری کے دیکھنے سے ہنر قدیم کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اسیطرح ہم عربوں کی کتابوں اور عمارتوں کے دیکھنے سے اُن کے علوم و فنون اور صنعت وغیرہ کی ترقی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ یہی بے تعصب و منصف مزاج مورخ افسوس کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ مسلمانونکی تصنیفیں اور انکی بنائی ہوئی چیزیں بہت کم موجود ہیں جن میں سے کچھ کو تو انقلاب زمانہ نے ضائع کر دیا اور زیادہ تر عیسائیوں کے حسد کی نذر ہو گئیں۔ جنکو انہوں نے اسلئے تلف و برباد کر ڈالا کہ آیندہ اُن کی وحشیانہ حالت زمانہ پر ظاہر ہو۔ لیکن باایں ہمہ مسلمانوں کی تصنیفات اس قسم کی ابھی تک موجود ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مشکل علوم کے اوق اور نہایت نازک مسایل تحقیق و حل کرنے میں نہایت اعلیٰ درجہ کی قوت دماغی ظاہر کی ہے اور اپنے کمال کی طاقت دکھلائی ہے۔

(باقی دارد) راقم محمد محبوب الرحمٰن۔

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے تو رجوع کر لیا ہے

امید ہے کہ دوسرے علماء بھی جنمیں سے بعض کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں اپنے عقیدہ سے آگاہی عطا فرماویں گے

حضرت اقدس مرزا صاحب کے برخلاف بہت شور علماء نے اس وجہ سے مچا رکھا تھا۔ کہ آپ کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ آنیوالا مسیح موعود اور مہدی معہود تلوار نہیں چلائیگا۔ نہ کفار کو قتل کریگا۔ بلکہ امن اور صلحکاری کے ساتھ دلائل قاطع اور حجج نیرہ اور نشانات سماوی کے ذریعہ سے اسلام کی فتح تمام ادیان باطلہ پر کر دیگا۔ برخلاف اس کے علماء اسلام کا عقیدہ جیسا کہ انکی کتب میں درج ہے یہ ہے۔ کہ ایک مہدی ایسا آنیوالا ہے جو کہ اسلام کی ظاہری سلطنت کو دنیا کے اندر قائم کرے گا اور کفار کو تلوار کے ذریعہ سے مغلوب کر دیگا۔ اب اخبار سول ملٹری گزٹ مورخہ ۱۷ر جولائی سنہ ۱۹۰۸ء میں جو کہ لاہور سے شائع ہوتی ہے مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے ایک مضمون شائع کیا ہے کہ مسلمانوں میں علماء کا یہ عقیدہ ہے کہ آنیوالا مہدی یا مسیح تلوار نہیں چلائیگا بلکہ صرف امن اور صلح کے ساتھ اپنا کام کریگا گویا مولویصاحب موصوف کے نزدیک تلوار چلانیوالے یا جلالی سلطنت قائم کرنیوالے مہدی کا عقیدہ صرف ان لوگوں کا ہے جو کہ **جاہل** ہیں۔ ہمیں اس بات کے پڑھنے سے خوشی ہے کیونکہ جو عقیدہ حضرت مرزا صاحب اتنی مدت سے شایع کر رہے ہیں اور جسکی وجہ سے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا تھا اور جو کہ صحیح عقیدہ اسلامی ہے وہی آخر کار جناب مولویصاحب نے اختیار کیا بلکہ شایع کیا خواہ وہ اشاعت صرف انگریزی زبان میں ہی ہو لیکن ساتھ ہی ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ مولویصاحب کی اصطلاح کے مطابق ہندوستان پنجاب کے مولویوں میں سے کون کون عالم کہلانیکا حق رکھتے ہیں اور کون کون جاہل کہلانیکے مستحق ہیں اس واسطے ہم تمام مولوی صاحبان کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے عقیدہ سے ہم کو مطلع فرما کر مشکور فرماویں جو صاحب اطلاع نہ دیں گے ان کی نسبت بہرحال یہی یقین کرنا پڑے گا کہ وہ اپنے پرانے عقیدہ پر قایم ہیں۔ کہ ایک تلوار چلانے والا مہدی آخری زمانہ میں پیدا ہوگا۔ جسکی سلطنت ظاہری بھی ہوگی اور جو کفار کو مغلوب کرے گا۔ بعض مولویصاحبان کے نام درج ذیل ہیں۔ اور اس غرض سے انکی خدمت میں یہ اخبار روانہ کیا جاتا ہے۔

مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی۔	مولوی عبدالحق صاحب غزنوی	مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری	پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی
مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی	قاضی سلیمان پھلواری	مولوی محمد اسحٰق صاحب پٹیالہ	مولوی محمد حسن صاحب لودیانوی۔ مولوی محمد بشیر صاحب ساکن دہلی
مولوی وحید الدین صاحب امرتسری	مولوی عبدالواحد صاحب امام مسجد چینیاں	حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآباد	

(ایڈیٹر)

سررشتہ تعلیم پنجاب اور مسلمانوں کے حقوق

(نمبر ۵)

اِس سلسلہ کے سابقہ نمبر میں اُن غیر مسلم ملازمان سررشتہ کی ایک مختصر فہرست دیجا چکی ہے جنہیں عرصہ قلیل میں مکرر سہ کرر ترقیاں دیگئی ہیں۔ اور ترقیاں بھی خاصی معقول و بیش قرار۔ حالانکہ غریب و بے بس مسلمانوں کو عموماً بہت کم ترقی ملی ہے اور بعض صورتوں میں باوجود صریح استحقاق و اہلیت کے انہیں محض از راہ نا انصافی و قوم پرستی اضافہ و اعزاز سے محروم کیا گیا ہے۔ بعد میں اسی قسم کی چند اور نظیریں معلوم ہوئی ہیں جو درج ذیل کیجاتی ہیں:-

(۱) بہانارام	۷۰ روپے سے	۸۰ روپے			نوٹیفکیشن نمبری ۲۳۱۹ ای مورخہ ۰ر دسمبر ۱۹۰۶ء	
مکرر	// // ۸۰	//	۱۰۵	//	// ۹۶۶ // // ۴ر اپریل ۱۹۰۶ء	
(۲) باگھ سنگھ	۵۰	//	۶۰	//	۳۳۰ ایس // ۴ر ستمبر ۱۹۰۶ء	
مکرر	// // ۶۰	//	۷۰	//	۱۹۷ ای // ۱۹ر جنوری	
(۳) جے رام داس	۶۰	//	۷۰	//	۲۸۵ ایس // ۲۰ر اکتوبر	
مکرر	// // ۷۰	//	۹۵	//	۳۰ ای // ۱۲ر فروری	
(۴) رام تامل	۵۰	//	۶۰	//	۲۸۵ ایس // ۲۰ر اکتوبر	
مکرر	۶۰	//	۷۶	//	۱۲۱۰ اے // یکم مئی ۱۹۰۷ء	

ناظرین آپ نے دیکھا کہ ہندوؤں کو کتنی جلدی جلدی اور کیسی فراخدلی سے ترقیاں دیجاتی ہیں۔ اور یہ تو بطور نمونہ بہت تھوڑی مثالیں ہیں جو صرف گورنمنٹ گزٹ پنجاب سے لیگئی ہیں۔ اور صرف سرکاری ہائی سکولوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ دیگر مدارس میں بھی اغلباً ایسے ہی بہتیرے کیس ہوتے ہونگے۔ برخلاف اس کے گورنمنٹ ہائی سکولوں میں مسلمان ایک بھی ایسا نہ ملیگا جسکو اس عرصہ میں ہندوؤں کی طرح مکرر سہ کرر ترقی ملی ہو۔ ٹریننگ انسٹی ٹیوشنوں (مدارس معلمی) اور انسپکشن لائن (صیغہ معائنہ) میں بھی ایسی ہی کیفیت ہے جو انشاء اللہ اپنے موقع پر بیان کی جاوے گی۔

اب ہم حسب وعدہ ایک سرسری نظر ان ترقیوں پر ڈالتے ہیں جو ۲۰ر اگست ۱۹۰۶ء سے ۲۵ر فروری ۱۹۰۷ء تک دیگئی ہیں۔ واضح رہے کہ ۲۰ر اگست ۱۹۰۶ء وہ تاریخ ہے جسمیں کہ جدید سکیم شایع کیگئی۔ اور ۲۵ر فروری ۱۹۰۷ء وہ تاریخ ہے جسکو لالہ شیولال صاحب بی۔ اے نے عہدہ رجسٹرار کا چارج لیا تھا۔

نمبر شمار	نام	نمبر نوٹیفکیشن	تاریخ	تشریح ترقی	مقدار ترقی
(۱)	سندر داس صاحب بہل	۱۲۲۴	یکم ستمبر ۱۹۰۶ء	۲۵ روپے سے ۳۰ روپیہ	۵
(۲)	گوکل چند صاحب	//	//	۲۰۰ // ۲۵۰	۵۰
(۳)	برج بہاری لال صاحب	//	//	۱۶۰ // ۲۰۰	۴۰
(۴)	مکھا مداس صاحب	۱۵۶۳ ای	۲۶ر اکتوبر ۱۹۰۶ء	۵۰ // ۵۵	۵
(۵)	حکم چند صاحب	۲۱۳۶ // ۲۶ر نومبر ۱۹۰۶ء / ۸۱۸ // ۹ر مارچ ۱۹۰۷ء		۲۰ // ۳۰	۱۰
(۶)	اندر بہان صاحب	۱۹۲۰ //	۳۱ر اکتوبر ۱۹۰۶ء	۵۴ // ۸۰	۲۶
(۷)	گنڈا رام صاحب	۲۱۶۳ //	۴ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۴۰ // ۴۵	۵

(۸) وزیر چند صاحب	نوٹیفکیشن ۲۱۹۴ اے ۱۴ر دسمبر ۱۹۰۶ء / ۵۷ // ۸ر جنوری ۱۹۰۷ء			۵۵ روپے سے ۱۰۰ تک
(۹) رامجی دت	//	۲۱۹۰ // ۱۴ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۱۵	۲۵ // ۴۰
(۱۰) کرم چند قائمقام ہیڈ ماسٹر	//	۲۲۹۹ // ۱۷ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۱۴	۱۴۰ // ۱۲۶
(۱۱) نہال چند صاحب	//	//	۱۰۰	۲۰۰ // ۳۰۰
(۱۲) مول چند صاحب	//	//	۹۰	۴۰۰ // ۳۰۰
(۱۳) بہانا رام صاحب	//	//	۷۰	۸۰ // ۷۰
(۱۴) ماسٹر سادہو رام صاحب	//	۲۲۳۸ // ۱۱ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۴۰	۱۲۰ // ۱۶۰
(۱۵) پیارے لال صاحب	//	//	۱۲۰	۱۴۰ // ۱۲۰
(۱۶) نرائن داس گپتا	// / //	۴۴ // ۱۵ر فروری ۱۹۰۷ء	۱۰	۱۲۰ // ۱۳۰
(۱۷) رامچند	//	۲۲۳۸ // ۱۱ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۹۰	۱۰۰ // ۹۰
(۱۸) لکھن لال	//	//	۸۰	۹۰ // ۸۰
(۱۹) بھگت رام	//	//	۷۰	۸۰ // ۷۰
(۲۰) ہرچند داس	//	//	۶۰	۷۰ // ۶۰
(۲۱) تلسی رام	//	۲۲۴۰ // ۱۷ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۲۰	۱۵ // ۲۰
(۲۲) شیو نرائن	//	۲۲۸۱ // ۲۲ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۷۰	۸۰ // ۷۰
(۲۳) گنگا سنگھ	//	۵۵ // ۸ر جنوری ۱۹۰۷ء	۶۰	۷۰ // ۶۰
(۲۴) گنگا رام	//	//	۵۰	۵۵ // ۵۰
(۲۵) رام چند سونیجہ	//	۵۴ // //	۷۰	۸۰ // ۷۰
(۲۶) برکت چند	//	۶۱ // //	۴۰	۴۵ // ۴۰
(۲۷) کرم نرائن	//	۱۹۶ // ۱۹ر جنوری ۱۹۰۷ء	۴۵	۵۵ // ۴۵
(۲۸) باگھ سنگھ	// / و //	۳۳۰ ایس ۴ر ستمبر ۱۹۰۶ء / ۱۹۷ ای ۱۹ر جنوری ۱۹۰۷ء	۵۰	۷۰ // ۵۰
(۲۹) لبھو رام	// / و //	۲۴۱ // ۲۲ر جنوری ۱۹۰۷ء / ۷۱۹ // ۹ر مارچ ۱۹۰۷ء	۱۵	۲۰ // ۱۵
(۳۰) جوتیتھ رام	//	۲۵۱ // ۲۲ر جنوری ۱۹۰۷ء	۴۵	۴۰ // ۴۵
(۳۱) میا داس	//	۴۱۰ // ۱۲ر فروری ۱۹۰۷ء	۴۵	۵۰ // ۴۵
(۳۲) شام لال	//	۴۱۱ // //	۵۰	۵۵ // ۵۰
(۳۳) جے رام داس	//	۵۳۰ // ۱۲ر //	۷۰	۹۵ // ۷۰
(۳۴) چند کشور	//	۴۱۹ // ۱۲ر //	۴۵	۵۰ // ۴۵
(۳۵) بہگومل	//	//	۴۵	۵۰ // ۴۵
(۳۶) دربارا سنگھ	//	۴۱۹ // //	۳۰	۳۲ // ۳۰

میزان ترقیات = ۵۹۵ روپے ماہوار

اور اسی عرصہ کے اندر مسلمانوں کو حسب ذیل ترقیاں ملیں:-

(۱) محمد اشرف	//	۲۲۱۹ // ۱۷ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۱۶۰	۱۸۰ // ۱۶۰
(۲) فقیر محمد	//	۱۹۴۷ // ۳ر نومبر ۱۹۰۶ء	۳۰	۴۰ // ۳۰
(۳) الہ بخش	//	۲۰۳۶ // ۱۳ر //	۳۵	۴۰ // ۳۵
(۴) سلطان احمد	//	۲۲۱۹ // ۱۷ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۱۴۰	۱۵۰ // ۱۴۰
(۵) نور بخش	//	//	۸۰	۹۰ // ۸۰
(۶) ہدایت اللہ	//	//	۶۰	۷۰ // ۶۰
(۷) عبد الرحمن	//	۱۱۳ // ۵ر جنوری ۱۹۰۷ء	۵۵	۶۰ // ۵۵

میزان ترقیات ۔۔۔۔۔۔ ۹۰ روپیہ

...صاحب ذیل ترقیاں ہندوؤں کو بعد میں اور دیگئیں۔

بیانکدام	//	۹۶۶	ای	۴ر اپریل ۱۹۰۷ء	۸۰ سے ۱۰۵ [illegible]	عہ
گنج لال	//	۸۴۹	//	۲۱ مارچ ۱۹۰۷ء	۳۰ // ۳۵	صہ
...کت رائے	//	۸۳۴	//	//	۵۵ // ۶۰	صہ
سیتا پرشاد	//	۸۳۷	//	//	۲۰ // ۲۵	صہ
...سی دہر	//	۸۳۸	//	//	۱۵ // ۲۰	صہ

(یہ شخص سررشتہ تعلیم میں تازہ ہی ملازم تہا (دیکھو نمبر ۱۹۲ مورخہ ۴ر اکتوبر جو اسکی تاریخ تقرر ہے)

رام پرشاد کہوسلہ	//	۹۵۰	//	۳۰ر اپریل ۱۹۰۷ء	۱۰۰ // ۱۸۰	لہ
	//	۱۰۱۴	//	۹ر // //		
رام چندر	//	۵۶۵	//	۲۷ر فروری ۱۹۰۷ء	۱۳۰ // ۱۶۰	سہ
بہگت سنگہ	//	۵۶۸	//	//	۸۰ // ۱۰۰	عہ

(یہ شخص بہی سررشتہ تعلیم کا تازہ ہی ملازم تہا۔ اسکی تاریخ تقرر ۱۳ر ستمبر ۱۹۰۶ء ہے دیکھو نمبر ۱۳۱ ۴۳ ایس)

چہتر مل	//	۱۰۸۳	//	۴ر اپریل ۱۹۰۷ء	۴۰ // ۵۰	عہ
رامدتا مل	//	۱۲۱۰	//	یکم مئی	۶۰ // ۷۶	عہ
...شاد داس	//	۱۲۱۱	//	//	۵۰ // ۱۰۰	عہ

(یہ شخص بہی تازہ ہی ملازم ہے تاریخ تقرر ۳ دسمبر ۱۹۰۶ء نمبر ۲۱۸۸ اے)

میزان ترقیات ۲۳۶

اور مسلمانوں کو ان کے بالمقابل صرف یہ ایک ترقی ملی وہ بہی پانچ روپیہ کی:-

غلام علی۔ ۱۵ روپیہ سے ۲۰ روپے۔ صہ

اعداد مندرجہ بالا کسی تشریح و ریمارک کے محتاج نہیں۔ بلکہ زبان حال سے خود ہی ہندو عملہ با اختیار کی منصف مزاجی اور حق پسندی حق رسانی کی داد دے رہے ہیں۔ یعنی جبکہ ہندوؤں کو ۵۹۵ روپے ماہانہ ترقی دی گئی مسلمانوں کو اسی چہ ماہ کے عرصہ میں ان کے مقابل فقط سو روپے اضافہ ملا۔ اور بعد کے ڈہائی مہینوں میں جہاں ہندو خوش نصیبوں کو ۲۳۶ روپے ترقی مرحمت ہوئی وہاں انہیں اپنے ہموطن مسلمان بہائیوں کو صرف پانچ روپیہ کی قلیل و ذلیل ترقی دینے کی ہی توفیق تہی۔ اور بس۔ کیا کوئی غیر متعصب اور انصاف دوست آدمی کہ سکتا ہے کہ عملہ مذکورہ کی یہ کارروائی قوم پرستی اور جنبہ داری سے خالی ہے ؟۔ اور اسی پر تو یہ داستان پوری ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ ابہی ہمیں اس بارہ میں اور بہت کچھ کہنا ہے اور واقعات و اعداد کی بنا پر ان حضرات کی قوم پرستی کے بڑے بڑے کارنامے سنانے ہیں۔

احمدیوں کے مخالف کی بصیرت

[illegible] سکول ماسٹر صاحب حوالدار سلطان علیخاں پلٹن السلام علیکم۔ سراج الاخبار مورخہ ۹ر جولائی ۱۹۰۷ء کے کالم ہ میں آپکی طرف سے بعنوان مرزائیوں کو شکست اس بحث کا خلاصہ چہپا ہے۔ جو مابین مولوی ...الدین صاحب ولد حافظ غلام حیدر ساکن دمولیہ تحصیل پنڈ دادنخاں حال امام پلٹن نمبر ۲۷ ... پیر حسین شاہ صاحب احمدی امام گیریشن بیٹری اور غلام مصطفے صاحب باجیل [illegible] ٹانک کالگ میں بشمولیت منصفان ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب صوبہ دار پیر بخش صاحب جمعدار۔ رمضان خان ہوئی۔ خادم بحیثیت فوجی ہونے کے جواب دینا ضروری سمجہکر عرض پرداز ہے۔ آپ ملاحظہ فرماکر جواب سے سرفراز فرماویں۔

سوال اول۔ مولوی صاحب نے سید صاحب سے سوال کیا کہ آپ قرآن شریف میں ایک حرف بہی کم و بیش کرنیوالے کو کیا سمجہتے ہیں۔ اس پر کہا کافر مولوی صاحب نے جہٹ ازالہ اوہام صفحہ ۶۲۱ سے آیت وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث کی زیادتی دکہادی۔ **جواب**۔ ولا تقف ما لیس لک به علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنه مسئولا۔ یا دہے کان سے سنا ہے تو آپ کسطرح محقق ہیں۔ کہ آنکہ سے ملاحظہ فرما کر تحقیقات نہ کی۔ اور سچ یا جہوٹ سنکر مُنہ رکہی اور جہٹ لکہنے کی فکر کی۔ اگر آنکہ سے ملاحظہ فرمانے کے بعد لکہنے کی تکلیف گوارا کی ہے۔ تو جب وہاں اسی صفحہ بلکہ اسی سطر میں لکہا ہوا ہے۔ کہ یہ قرأت ابن عباس کی ہے۔ تو کیوں اسکو مرزا صاحب کیطرف منسوب کیا۔ یہ اعتراض مولوی صاحب نے ابن عباس پر کیا ہے۔ افسوس کہ ہمارے مخالف ناحق اعتراضات پر جو پیچ کہولتے ہیں۔ آپکی سمجہ کے مطابق کیوں ہمیں حق نہیں پہنچتا۔ کہ ہم لکہدیں کہ حوالدار سلطان علیخاں سکول ماسٹر ٹانک کالگ نے سراج الاخبار ۹ر جولائی ۱۹۰۷ء میں آیت وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث لکہکر قرآن شریف میں زیادتی کی ہے۔ ماهو جوابکم فهو جوابنا۔ نیز کس مطبع میں مرزا صاحب نے قرآن شریف چہپوایا ہے جسمیں زیادتی کی ہے۔ پتہ دیجئے۔

سوال دوئم۔ جو شخص دعوی کرے کہ میں پیغمبر سے بڑھکر مفہوم قرآن پر حاوی ہوں۔ وہ آپکے نزدیک کیسا ہے۔ سید نے کہا کافر۔ اسپر مولوی صاحب نے کرامات الصادقین صفحہ ۱۹ سے یہ عبارت پیش کردی " پس یہ خیال کہ گویا جو کچھہ آنحضرت صلعم نے قرآن کریم کے بارہ میں بیان فرمایا ہے اس سے بڑھکر ممکن نہیں۔ یہ بدیہی البطلان ہے " **جواب**۔ اسی صفحہ ۱۹ میں اس عبارت سے پہلے مرزا صاحب نے بیان فرمایا ہے " کہ یہ سچ ہے کہ جو کچہہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے معنے بیان فرمائے ہیں۔ وہی صحیح اور برحق ہیں۔ مگر یہ ہرگز سچ نہیں کہ جو کچھہ معارف قرآن کریم کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے۔ اُن سے زیادہ قرآن کریم میں کچھہ نہیں۔ خدا تعالی کی پاک اور سچی کلام کو شناخت کرنے کے لئے یہ ایک ضروری نشانی ہے۔ کہ وہ اپنی جمیع صفات میں بے مثل ہو مثلاً اگر ایک درخت کے پتے کی عجائبات کی ہزار برس تک ہی تحقیقات کیجاوے تو ہزار برس ختم ہو جاویگا۔ مگر اس درخت کے پتے کے عجائبات ختم نہ ہونگے " میں کہتا ہوں کہ اگر ایک پتے کے عجائبات ہزار برس تک ہی ختم نہیں ہوتے۔ تو قرآن کریم کے عجائبات کہاں ختم ہوسکتے ہیں۔ اسمیں سر یہ ہے۔ کہ جو چیز غیر محدود قدرت سے وجود پذیر ہوئی ہے۔ اسمیں غیر محدود عجائبات اور خواص کا پیدا ہونا ایک لازمی اور ضروری امر ہے۔ اور بے مثل ہونا غیر محدود ہونے کو مستلزم ہے یعنی ہر ایک چیز اُسی حالت میں بے نظیر ٹہہر سکتی ہے۔ جبکہ اس کے عجائبات اور خواص کی کوئی حد اور کنارہ نظر نہ آوے اور یہی خاصیت خدا تعالی کی ہر ایک مخلوق میں پائی جاتی ہے اور آیت قل لو کان البحر مدادا لکلمت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثله مددا سے ظاہر ہے کہ کلمات ربی ہرگز ختم نہیں ہوسکتے۔ جناب کے نزدیک کلمات ربی سے کیا مراد ہے۔ اگر یہی قرآن کریم مراد ہے جو ما بین الدفتین میں موجود ہے۔ تو نعوذ باللہ وعدہ ربی کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اور اگر کلمات ربی سے مراد حقایق و معارف قرآنی مراد ہیں۔ اور وہ آپکے نزدیک ختم ہو چکے ہیں۔ تو بہی حسب آیت مذکورہ وعدہ ربی صادق نہیں ٹہہر سکتا۔ ہر دو جہت سے آپ کے عقیدہ کے بموجب وعدہ ربی کی تکذیب لازم آتی ہے۔ بات اصل میں یہ ہے۔ کہ حقایق و معارف قرآنی غیر محدود ہیں۔ اور اسی پر ہمارا ایمان ہے۔ کما مر سابقاً۔ ہاں جسقدر معارف و حقایق قرآنی کے آنحضرت صلعم کے وقت میں ضرورت تہی وہ آنحضرت صلعم نے بیان فرمائے۔ اور سورہ نور پارہ ۱۸ میں خداوند کریم نے آیت وعد الله الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض میں خلفائے محمدی کی بشارت دی۔ اور آنحضرت صلعم نے بہی فرمایا ہے کہ ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها دينها۔ رواہ ابو داؤد یعنی ہر صدی کے سر پر خداوند کریم مجدد مبعوث کریگا۔ اور وہ فیض محمدی سے مستفیض ہوکر حسب ضرورت زمانہ معارف و حقایق قرآنی بیان کریگا۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے خود بیان فرمایا ہے۔ کہ میں بر بناز رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور جو کچھ معارف و حقایق مجھپر کہلتے ہیں وہ کامل متبع

ہونے کیوجہ سے بطفیل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کہلاتے ہیں۔ اور تابع کا کام ہمیشہ متبوع کا کام سمجھا جاتا ہے پس جو حقایق و معارف اس سے پہلے مجددوں نے بیان فرمائے یا مرزا صاحب بیان فرماتے ہیں۔ اور بیان فرماوینگے۔ وہ دراصل معارف و حقایق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں کیونکہ بیان کنندے فیض محمدی سے مستفیض ہوتے کیوجہ سے وارث ان حقایق و معارف قرآنی کے ہوئے اور ہیں اور ہونگے۔ جو انہوں نے بیان فرمائے۔ یا مرزا صاحب بیان فرماتے یا فرماویں گے۔ آپ نے کسطرح خیال فرمایا کہ آنحضرت صلعم سے بڑھکر یا جدا ہیں۔ آنحضرت صلعم نے جسقدر آپ کے زمانہ میں ضرورت تھی۔ حقایق و معارف قرآنی بیان فرمائے۔ آیندہ کیواسطے حسب آیت و حدیث مذکورہ جس زمانہ میں جسقدر ضرورت ہوئی تھی۔ یا ہے۔ یا ہوگی۔ فیض محمدی سے فیض یافتہ مامورمن اللہ بیان فرماتے رہے اور مرزا صاحب بیان فرماتے ہیں اور فرماتے رہیں گے۔ ہمارا اسی پر ایمان ہے۔ آپ معارف و حقایق قرآنی کو محدود مانتے ہیں یا غیر محدود۔ ہمارے نزدیک معارف و حقایق قرآنی غیر محدود ہیں۔ کا درسا بقا۔ آپ اپنا عقیدہ ظاہر کریں۔

سوال سوئم۔ مولوی صاحب نے کہا کہ آیا معجزات برحق ہیں یا نہیں۔ اور جو شخص ان کو مکروہ اور قابل نفرت سمجھے۔ کیسا ہے وہ بولے معجزات برحق ہیں۔ اور مکروہ جاننے والا کافر۔ مولویصاحب نے ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۸ سے یہ عبارت پڑھکر سنا دی "بہرحال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانہ حال کے موافق بطور خاص مصلحت کے تہیں۔ مگر یاد رکہنا چاہئے۔ کہ یہ عمل ایسا قدر کے لایق نہیں جیساکہ عوام الناس اسکو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا کے فضل اور توفیق سے ابن مریم سے کم نہ رہتا۔" **جواب۔** مرزا صاحب نے ہرگز ہرگز معجزات سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ ازالہ اوہام میں آپکی پیش کردہ عبارت سے پہلے بیان فرمایا ہے کہ انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہیں جنہیں انسانکی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا جیسے شق القمر جو ہمارے سید و مولانا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تہا۔ اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اس کو دکہایا تہا۔ (۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے جیسے حضرت سلیمانؑ کا وہ معجزہ صرح ممرد من قواریر جسکو دیکھکر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔" آپ انصاف سے جواب دیں کہ کیا اسی کو انکار معجزات کہا جاتا ہے۔ یہ اقرار معجزات ہے۔ یا انکار۔ پھر اسی ازالہ اوہام میں صفحہ ۳۰۵ سے پہلے لکہا ہے "کہ جاننا چاہئے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کیطرح صرف عقلی معجزہ تہا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کیطرف لوگوں کے خیالات جہکے ہوئے تہے۔ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنیوالے تہے۔ وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے کام کرتے تھے۔ اور حضرت مسیح کیوقت میں عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پہیل گئے تہے۔ اور یہودیوں نے ان کے بہت سے ساحرانہ کام سیکہ لئے تہے۔ جیساکہ قرآن کریم بھی اس بات کا شاہد ہے سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی ہو۔ جو ایک مٹی کا کہلونا کسی کل کے دبانے یا پہونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو۔ جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے" اور جبکہ یہ بھی امر ثابت شدہ بات ہے۔ کہ مامور من اللہ کو حسب ضرورت زمانہ معجزہ دیا جاتا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساحران مصر کے مقابلہ میں اسی قسم کا معجزہ دیا گیا۔ اور آنحضرت صلعم کے زمانہ میں فصاحت و بلاغت کا بہت زور تہا۔ لہذا قرآن کریم میں اس قسم کی فصاحت و بلاغت عنایت فرمائی جسکے مقابلہ میں باوجود تحدی کے تا حال فصحا عاجز ہیں۔ اور تا قیامت رہینگے اب اسوقت بھی قلم کا زور ہے۔ سو حضرت اقدس کو اسی قسم کا معجزہ دیا گیا۔ دیکہو اعجاز المسیح کے مقابلہ میں باوجود طلب کرنے علماء عرب۔ بغداد و مصر۔ کابل ہندکے کوئی مقابلہ نہیں کرسکا اور نہ کرسکتا ہے اسوقت نہ تو علم الترب کا زور ہے اور نہ سیاہی کی اسکو دلیل سمجھا گیا ہے۔ لہذا یہ معجزہ نہ ہونا ضرورت حقہ کے حضرت اقدس کو عنایت نہیں فرمایا گیا۔ اب اس علم کو حاصل کرنے کے لئے تضیع اوقات نہیں تو اور کیا ہے۔ مرزا صاحب نے مکروہ اور قابل نفرت معجزہ مسیح کو ہرگز نہیں فرمایا۔ بلکہ سلیمان کے معجزہ سے مثال دیکر عقلی معجزہ تسلیم فرمایا ہے۔

زمانہ حال میں جسطرح کئی شعبدہ بازی صناعاں یورپ کرتے ہو رچڑیوں کو بناتے اور کہلونے کبوتر کے پر بناتے ہیں۔ اسکی آجکل ضرورت نہ ہونے کیوجہ سے اسکو مکروہ اور قابل نفرت فرمایا ہے۔ مسیح کیوقت میں ضرورت حقہ ہونیکی وجہ سے معجزہ عقلی تہا۔ اب بغیر ضرورت مثل صناعاں یورپ مکروہ اور قابل نفرت یہ عمل ہے۔ اسوقت ضرورت حقہ کیوجہ سے معجزہ تہا۔ عوام الناس اس مسیح کو خالق طیور خیال کرتے ہیں سو یہ معجزہ ایسا نہ تہا کہ اس مسیح کی خالقیت سمجھی جاتی آپ کیطرح عوام الناس حضرت مسیح کو خالق طیور خیال کرتے ہیں۔ جو اعلیٰ درجہ کا شرک ہے۔ میں آپسے پوچھتا ہوں کہ آپ ان چڑیوں کو جو بیان کئے ہیں جو مسیح نے پیدا کی تہیں۔ کوئی فرق مابہ الامتیاز ہو تو پیش کریں۔ آپ اپنے اعتقاد کے بموجب سو طلبہ وغیرہ کلہم مندرجہ ذیل آیات میں تطبیق دیں۔ (۱) سورہ توبہ پارہ ۱۰۔ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا من دون اللّٰہ والمسیح ابن مریم۔ ترجمہ۔ کیڑلئے ہیں اپنے عالم اور درویش اللہ کو چہوڑکر رب۔ اور مسیح بیٹے مریم کو۔ یعنی مسیح کو معبود مانا ہے۔

(۲) سورہ نحل پارہ ۱۴۔ والذین یدعون من دون اللّٰہ لا یخلقون شیئًا وھم یخلقون امواتٌ غیر احیاءٍ وما یشعرون ایان یبعثون۔ ترجمہ۔ اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوا کچھ پیدا نہیں کرتے۔ اور خود پیدا شدہ ہیں۔ مردے ہیں جنہیں زندگی نہیں خبر نہیں رکھتے کہ کب اٹہائے جائیں گے۔ یعنی نہ معبود زندہ ہیں اور نہ انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے۔

(۳) اللّٰہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ھل من شرکائکم من یفعل من ذٰلکم من شیءٍ سبحٰنہ وتعالیٰ عما یشرکون۔ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔ پھر تم کو روزی دی۔ پھر تم کو ماریگا۔ پھر تم کو زندہ کریگا۔ کیا کوئی ہے تمہارے شریکوں میں سے جو کرسکے ان کاموں میں سے ایک کو۔ (۴) ام جعلوا للّٰہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیھم قل اللّٰہ خالق کل شیءٍ وھو الواحد القھار۔ ترجمہ۔ کیا انہوں نے خدا تعالیٰ کے شریک ایسے صفات میں ٹھیرا رکہے ہیں کہ جیسے خدا خالق ہے وہ بھی خالق ہیں۔ اس دلیل سے انہوں نے انکو خدا مان لیا۔ انکو کہدے اے محمد صلعم کہ اللہ تعالیٰ خالق ہر ایک چیز کا ہے۔ وہ اکیلا ہر چیز پر قادر اور غالب ہے۔ دیکھو پارہ ۱۳ سورۃ رعد جناب مولوی طالب دین صاحب یا جن کو چاہیں مدد لیکر تناقض آیات کو رفع کریں۔ مخفی نہیں کہ پہلی آیت سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح کو لوگوں نے معبود مانا۔ دوسری آیات سے واضح ہے کہ جو معبود مانے گئے ہیں۔ انہوں نے کچھ پیدا نہیں کیا۔ بلکہ خود پیدا شدہ ہیں اور مر گئے ہیں۔ اس سے مسیح نہ تو خالق طیور رہا۔ اور نہ زندہ۔ اگر آپ کا یہ عذر ہو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ارادہ سے مسیح کو صفت خالقیت میں شریک کر رکہا تہا۔ تو یہ صریح الحاد ہے۔ اسلئے کہ اگر خدا تعالیٰ اپنی صفت خاصہ الوہیت بھی غیر کو دے سکتا ہے۔ تو اس سے اسکی خدائی باطل ہوتی ہے۔ اگر یہ عذر ہو۔ کہ ہم یہ اعتقاد تو نہیں رکہتے کہ اپنی ذاتی طاقت سے خالق طیور تہا۔ بلکہ یہ طاقت قادر مطلق نے دے رکہی تہی۔ اور اسکو اختیار ہے کہ جسکو چاہے اپنا مثیل بنادے۔ ایسا عذر بالکل مشرکانہ عذر ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ خدا اپنے مارنے پر قادر ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو قادر مطلق نہ رہا۔ اگر ہے تو موت باری ممتنع الذات ہوئی۔ پس یہ خیال کہ مسیح خالق طیور تہا سراسر مشرکانہ خیال ہے۔ کیونکہ خلق اوصاف خاصہ الوہیت سے ہے۔ اور خاصہ غیر میں نہیں پایا جاتا۔ اور اوصاف مخصوصہ خدائی اگر عباد میں تقسیم ہوسکتی ہیں۔ تو ایسی صورت میں مخلوق پرستوں کے کل مذہب صحیح و درست ہو جائیں گے۔ جسقدر مخلوق پرست لوگ ہیں انکا یہ قول ہے کہ ہمارے معبودوں کو خدا نے خدائی کی طاقتیں دے رکہی ہیں۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ مسیح کی نسبت جو یخلق من الطین کے الفاظ آئے ہیں وہ خالقیت اور قسم کی ہے خالقیت باریتعالیٰ سے اسکو کوئی مشابہت نہیں۔ اگر دراصل مسیح کے جاندار پرندے بنائے ہوئے ہوتے تو خدا کی خالقیت کے مشابہ ہو جاتے۔ اور خلقوا کخلقہ کا دعویٰ باطل ہو جاتا۔ اور نیز ایسے خالقوں کے سامنے فتشابہ الخلق علیھم کی مجبوری سے خالق حقیقی کی معرفت مشتبہ ہو جاتی۔ ہو المطلوب۔ آپ جس اخبار میں جوابات چہپوائیں اس کا پرچہ میرے پاس بہیجدیویں۔ فقط۔

خادم احمدی غلام حسین لیس نائک ساکن بہوجہال کلاں تحصیل پنڈ دادنخاں حال مقیم پہاولی جہلم مٹی ۲۲ کمی ۸ء

حکیم محمد الدین صاحب امرتسری کا استفسار

جناب حکیم صاحب! چند روز ہوئے کہ ہمکو آپ کا ایک اشتہار بذریعہ بھائی جان جناب احمد حسین صاحب فریدآبادی رفیق انجمن امرتسر ہو پہنچا ہے جس کا عنوان آپنے یہ رکھا ہے کہ گرشن قادیانی کی نرالی چال جسمیں آپنے بہت سی باتیں بنا کے علاوہ مرزا صاحب قبلہ پر یہ الزام لگایا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت اقدس نے مرزا صاحب نے ثناء اللہ امرتسری اور اپنے درمیان خدائی فیصلہ طلب کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر حملہ کیا ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور بڑے زور و شور سے کئی ایک قبیلوں کو اپنے دام میں کر لیا تھا بلکہ مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلعم کیپاس گفتگو کرنیکو بھی گیا تھا اور دو بدو گفتگو بھی کی تھی اور اپنی جھوٹی نبوت کو آنحضرت صلعم کے سامنے پیش بھی کیا تھا مگر اوسکی زندگی میں آنحضرت صلعم خدا و رحمٰن کا انتقال ہوا اور مسیلمہ زندہ رہا وغیرہ وغیرہ اور پھر یہ دریافت کرتے ہیں کہ کیا مسیلمہ کو صادق مان لیا جاوے؟ اور آنحضرت صلعم کو (نعوذ باللہ) کاذب؟ جواباً عرض ہے کہ یہ آپکا اختیار ہے آپ کو کوئی نہیں روک سکتا کہ مسیلمہ کذاب کو صادق تسلیم کریں یا کسی اور کذاب اور مفتری نبی کو کیونکہ جو شخص صادق نبی اور اوس کے نشانات کا منکر ہوگا اور خواہ مخواہ اوس کے جھوٹے اور کذاب ثابت کرنیکی ہی دھن میں رہیگا اوس کے لئے آخر کو یہی سزا مقدر ہو جاتی ہے کہ وہ کذاب اور مفتری کو ہی قبول کرے چنانچہ آپ کو معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں جو جناب جیسے دل و گردہ رکھنے والے تھے اونہوں نے آنحضرت صلعم کے بہت سے نشانات دیکھنے کے بعد بھی آپ کو قبول نہ کیا مگر مسیلمہ کو قبول کر لیا اور بہت جلد قبول کر لیا پس بدیں صورت آپکے لئے یہ کوئی مشکل امر نہیں کہ آپ اسحالت میں کہ آنحضرت صلعم کے بہت سے نشانات اور معجزات کا انکار کر چکے ہیں اور ایسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانات کا۔ جو مسیلمہ کو یا کسی اور کو قبول کر لیں اور صادق مان لیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلعم نے اسوقت کے متعلق جسقدر نشانات اور علامات بیان کئے تھے اور مہدی معہود و مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق جو جو نشانات بیان کئے تھے جیسا کہ ایک خسوف کسوف بھی تھا (جو اور نشانات کے ساتھ ظاہر ہو چکا ہے) جب ان تمام کا ماننا آپ کے نزدیک اپنی ہتک کرنا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ ان آنحضرت صلعم یا مسیح موعود کی صداقت کے منکر نے کیخاطر صرف یہ بحث تراشا کہ مسیلمہ کذاب نے آپ سے گفتگو بھی کی تھی اور مسیلمہ کذاب کی زندگی میں آنحضرت صلعم وفات پا گئے تھے اور اسطرح جیرا انکار کر دیا کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس کے علاوہ آپ لوگوں کے دل اس قسم کے ہی ہو گئے ہیں کہ آپ ایسے وقت مولوی ثناء اللہ امرتسری نے جنکی حمایت میں آپنے یہ اشتہار شایع کیا ہے باوجود یکہ اونکو اہل دین آمد کلام اللہ معظم و اہلسنت کا دعویٰ رہا ہے یہ بھی ذکر نا نکی ہے کہ مرید کا مرتد ہونا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے دیکھو اہلحدیث ۳۶ جلد ۲ (حالانکہ کلام اللہ نے ومن یرتد منکم الخ میں صاف بتادیا ہے کہ بعض کج فہم مرتد بھی ہونگے) اور یہ بھی ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم سے اکثر لوگ مرتد بھی ہوئے خاصکر کاتب الوحی بھی اور ایسے ہی دوسرے انبیاء سے بھی ہو اور یہ آپ کا بیسنگر مسیلمہ کذاب بھی مرتد ولی تھا۔ پس امید ہے جبکہ ایکطرف آپ آنحضرت صلعم کے نشانات کے منکر ہیں دوسری طرف آپ کا اور آپکے دوستوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مرید کا مرتد ہونا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے آنحضرت صلعم کی صداقت سے باغی ہو جاویں تو ممکن ہی نہیں بلکہ قرین قیاس بھی ہے نہیں کیونکہ اگر آپ کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو اسکی تردید کرتے ہیں۔

یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ مرزا صاحب قبلہ کا خدائی فیصلہ اپنے اور ثناء اللہ کے درمیان طلب کرنا تو آنحضرت صلعم پر حملہ ہو گیا۔ لیکن مرزا صاحب اور مولوی ثناء اللہ کے درمیان محمد رسول اللہ صلعم اور مسیلمہ کذاب کے قصہ کو پیش کرنا جنابنے کس وجہ سے مناسب سمجھا اور آنکو آپ کا اصل منشا کیا ہے؟ آیا آپ نے ثناء اللہ کو آنحضرت صلعم سے تشبیہ دی ہے اور مرزا صاحب کو (نعوذ باللہ) مسیلمہ سے؟ اگر یہی بات ہے تو کیا آپ نے آنحضرت صلعم کی ذات پاک پر آپنے حملہ نہیں کیا جو کہ معمولی جیسے مولوی کو آنحضرت سے تشبیہ دیدی؟ وہ سر پھرا ثناء اللہ کو بھی کبھی ایسا حوصلہ ہوا کہ اوس نے ایسا دعویٰ کیا ہو کہ گویا وہ بمنزلہ محمد رسول اللہ صلعم ہے یا کسی اور انبیاء سے مشابہت رکھتا ہے اگر ثناء اللہ نے ایسا نہیں کہا اور ہرگز نہیں کہا ہوگا تو آپ نے اوسکی ذات پر ایسا افترا کیوں کیا؟ کیا اوسنے آپ کو کوئی ایسی تحریر دی ہے جسمیں یہ اجازت آپکو حاصل ہے کہ آپ اوسکے سر ایسا بڑا افترا کریں جسکا کبھی اوسکو حوصلہ نہیں پڑا؟ ایسا ہی کیا اسکا بھی کوئی آپکے پاس ثبوت ہے کہ مسیلمہ کذاب نے آنحضرت صلعم سے اور اپنے درمیان بذریعہ دعا ایسا خدائی فیصلہ طلب کیا تھا یا آنحضرت صلعم نے ایسی دعا کی تھی جسکا مفہوم یہ ہو جیسے کہ جناب مرزا صاحب قبلہ نے ثناء اللہ اور اپنے درمیان خدائی فیصلہ کی دعا حضرت احدیت میں کی ہے؟ اور اگر نہیں تو ثناء اللہ اور مرزا صاحب کے معاملہ میں ایسی لایعنی کارروائی کرنی کیا معنی دارد؟ کیا مسیلمہ کذاب وہی نہیں ہے جسنے نبوت کا دعویٰ کرکے صرف چند عرصہ میں اپنی ہلاکت اور تباہی سے ثابت کر دیا کہ وہ جھوٹا اور محض بناوٹی نبی تھا؟ کیا آنحضرت صلعم وہی نبی نہیں کہ جسنے بیکسی اور بے بسی کی حالت میں نبوت کا دعویٰ کرکے ایسی وقت میں اپنے مولا کریم کے جان سپرد کی کہ جسوقت میں اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا الخ کا اوردشن لیا اور ۲۳ برس کی کامیاب زندگی سے ثابت کر دیا کہ جھوٹا مرد وہ اسقدر عمر نہیں پاتا کہ اتنے عرصہ تک افترا پردازیاں کرے پھر کس مونہہ سے تو صادق کی صدق جھٹلاتا ہے؟ کچھ شرم و حیا کر آخر مرنا ہے یاد رکھ کہ مولوی ثناء اللہ کا خدا کے صادق مسیح کے مقابل دعا مباہلہ کے لئے نہ نکلنا اور بیہودہ حیلے بہانے کر کے ٹالنا اور اپنی شوخیوں سے بھی باز نہ آنا یہی ثابت کرتا ہے کہ اوسمیں اور ان میں کچھ فرق نہیں جو آنحضرت صلعم کے وقت میں نجران میں رہتے تھے اور کہ جنکو سید الابرار نے دعائے مباہلہ کیلئے بلایا تھا اور تشبیہم جمعاد قلوبہم شتی کا مصداق ہونا تو ثناء اللہ اہلحدیث نمبر ۴ جلد ۳ میں اقرار کر چکا ہے جس سے ثابت ہو گیا ہے کہ آیت ولا یتمنونہ ابدا الخ کی ہی تحدی اور صداقت کا ثبوت ہے جو وہ دعائے مباہلہ سے حیلے بہانے کرتا رہا ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ثناء اللہ اپنے آپ کو شرح صدر سے مومن ہی یقین نہیں کرتا ورنہ یہ ناممکن تھا کہ اصل دین آمد کلام اللہ معظم و اہلسنت کی ڈینگ مار کر لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا کو نظر انداز کر کے مرزا صاحب سے دعا مباہلہ سے گریز کرتا جنکو وہ یقیناً کافر دجال وغیرہ (نعوذ باللہ) جانتا ہے۔

غرضکہ ان تمام تحقیقات سے جو کچھ نکلتا ہے وہ تو عرض کر دیا گیا مگر اب یہ بتلانا بھی فرض ہے کہ آپ اپنا اعتقاد مولوی ثناء اللہ کی نسبت ظاہر فرماویں کیا آپ اوسکو مسیلمہ مانتے ہیں یا محمد رسول اللہ صلعم یا کسی اور نبی جیسا؟ اگر نبی کریم جیسا یا کسی دوسرے نبی جیسا تو اس کا ثبوت پیش کریں جہاں پر اوس نے خود بھی یہ دعویٰ کیا ہو نیز یہ بھی تحریر فرماویں کہ اوس نے دعویٰ کرتے یہ مولویصاحبان نے کیا کچھ اوس کے ساتھ مہربانیاں کیں؟ کیا وہ جو کچھ عرصہ ہوا کہ اوس پر فتوے لگے تھے وہ اسی دعوے کے متعلق تو نہیں تھے؟ اور اگر مسیلمہ سمجھتے ہیں تو چونکہ مسیلمہ آنحضرت صلعم پر ایمان لا کر مرتد ہوا تھا اور بعد اس کے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ لہذا یہ ثبوت درکار ہے کہ ثناء اللہ کسوقت مرتد ہوا اور کس وقت اوس نے مسیلمہ جیسے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا؟ کیا مرتد ہونا اصل

پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب کی توجہ طلب

محکمہ ڈاک خانہ کے متعلق جسقدر مضامین میں نے آج تک شائع کئے ہیں میں بڑی خوشی اور مسرت سے ظاہر کرتا ہوں کہ صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل نے انپر علی العموم توجہ فرمائی ہے۔

اور مجھے جب سے صاحب ممدوح سے ذاتی نیاز حاصل ہوا ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ اصلاح کے کاموں میں پبلک اوپنین کی بڑی قدر کرنے والے ہیں انہیں قدرت نے سوچنے والا دماغ عطا کیا ہے پچھلے دنوں میں نے جو ان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی تھی کہ اکثر مقامات پر جہاں ہندو پوسٹ ماسٹر ہیں وہاں ڈپٹی مسلمان ہونا چاہئے آپ نے ایکشن لیا ہے اور مناسب اصلاح آپ کر رہے ہیں۔ ایک قوم کے عنصر کا بڑھ جانا انتظامی طور پر بھی خطرناک ثابت ہوا ہے اور صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل اس امر کو مشاہدہ کر چکے ہیں اگرچہ صاحب ممدوح نے میری تحریروں پر توجہ فرما کر اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے مگر میں اس کے لئے ان کا ممنون ہوں میں انشاء اللہ سعی کروں گا کہ جہانتک ممکن ہو صحیح واقعات ان تک پہونچائے جاویں۔ اب میں ایک اور ضروری امر صاحب ممدوح کی توجہ کے لئے پیش کرتا ہوں امید ہے اسپر جلد نوٹس لیں گے۔

پچھلی مرتبہ ڈاکخانہ دہلی کے بارہ میں عرض کیا تھا کہ وہاں پر کل اسٹاف ہندو ہے اب جو ہم فسٹ کلاس ہیڈ آفس کیطرف نظر کرتے ہیں تو ہم کو کل کے کل ایسے ہی نظر آتے ہیں مثلاً پشاور ہیڈ آفس میں انگریز پوسٹ ماسٹر ہے جن کے ڈپٹی لالہ ننگل سین صاحب مستقل اور بابو بدھاوا رام صاحب قائم مقام ہیں۔ بابو ٹھاکر سنگھ صاحب سب پوسٹ ماسٹر پشاور شہر مستقل اور بابو دولت رام صاحب قائم مقام ہیں بابو نوبت رائے صاحب ہیڈ کلارک اور بابو ڈ جپت رائے صاحب اکاؤنٹنٹ کلارک صے اور بابو جے رام اور بابو رامجی داس اور کندن لال ـــ للعہ گریڈ میں بابو دیو کی نندن شیو پرشاد رامجی اس غلام غوث لالہ گنپت رائے کلارک پشاور شہر اور ٹون انسپکٹر موتی رام صاحب ہیں۔

ایسا ہی حال راولپنڈی ہیڈ آفس کا ہے لیکن اسجگہ پر پوسٹ ماسٹر صاحب تو یورپین ہیں اور ڈپٹی پوسٹ ماسٹر صاحب بابو نانک چند صاحب ہیں اور اسسٹنٹ پوسٹ ماسٹر صاحب پنڈت سیرانند صاحب ہیں اکاؤنٹنٹ منشی نور محمد ہیڈ کلارک لکشمی دہر ہے گریڈ میں بابو نرنجن داس و بابو کریم بخش اور صے کے گریڈ میں بابو بیلی رام جنکی جگہ پر بابو برج لال آنیوالے ہیں بابو مرلی رام بابو کندن لال بابو لالا رام و بابو لابھ دیونند اور للعہ کے گریڈ میں بابو بھوانی پرشاد کرپال سنگھ عبد القادر بخش محمد حاضر خاں مولا بخش ہیں۔ اب اس موقعہ خیال کرنیکا مقام ہے جب اسقدر ہندو اسٹاف ہو تو بیچارے مسلمان کلارک کو کیا حال ہوگا اس سے تو یہی بہتر ہوتا کہ راولپنڈی ہیڈ آفس میں جو چیدہ چیدہ مسلمان کلارک ہیں انکو کسی دوسری جگہ تبدیل کر دیا جاتا تاکہ جو جو تکلیف ان کے ہاتھ سے مسلمانوں کو پہونچتی ہیں نہ پہونچتی۔ اس موقع پر یہ بھی ظاہر کرنا ویسیا سے خالی نہ ہوگا کہ راولپنڈی ہیڈ آفس میں جو آرام کی برانچیں ہیں ان میں سب ہندو کلارک لگائے گئے ہیں مثلاً کار سپانڈنٹ برانچ بابو کرپا رام جو کہ ایک للعہ روپیہ ماہوار کا کلارک ہے ہیڈ آف دی برانچ ہے اور بابو مہر چند اور بابو بدری ناتھ جو کہ صے روپیہ کے کلارک ہیں ان کے اسسٹنٹ ہیں اب اس موقع پر ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ جو مسلمان کلارک جو دفتر میں کام کر رہے ہیں ان میں سے کوئی بھی اس قابل نہیں کہ کارسپانڈنٹ میں کام کر سکے کیا تمام ڈاکخانہ ان ہر سہ کلارکاں کو یاد رہ سکے گا جس حالت میں کہ ایک عرصہ دراز سے اس برانچ میں کام کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو ہر پہلو سے تکلیف دیتے رہتے ہیں اور افسروں کے سامنے چغلیاں کھا کر مسلمانوں کی بدگوئیاں کر کے انکو نقصان پہونچا رہے ہیں بابو نرنجن داس جو کہ ایک معقول تنخواہ کے کلارک ہیں کیا کبھی ان کو منی آرڈر یا رجسٹری یا سیونگ بنک کے برانچ میں لگا کر بھی اس کا کام ملاحظہ کیا گیا ہے یا صرف ڈلیوری اور سارٹنگ ہی کا کام کر سکتے ہیں یا عرصہ چند یوم کا ہوا کہ پوسٹ ماسٹر صاحب نے بابو کندن لال کو ہیڈ رجسٹریشن کلارک کیا تھا مگر کیا وجہ ہوئی کہ ان کو فوراً ہی اپنی اصلی جگہ پر بھیج دیا پارسل کلارک کی بیہ واپس کر دیا گیا بابو مہ چند جو منشی کی رسید بہی ہی لگانے کے قابل ہیں للعہ روپیہ کی کلارکی اور رسیدیں چسپاں کرنا یہ آرام کی مدیں نہیں اور کیا ہیں۔ ٹون سب آفسوں کو نظر کرو تو وہاں بھی اندھیر مچا ہوا ہے راولپنڈی کچہری میں بابو میا داس صاحب سب پوسٹ ماسٹر ہیں شہر میں بابو بدھاوا رام سٹڈری روڈ ڈاکخانہ ہے اسمیں بابو ولی چند ہیں گنج میں بابو بسنت سنگھ ہیں صدر بازار میں بابو پریم داس لال کرتی میں البتہ منشی عبد الحکیم ہیں نو اسکی بھی خبر نہیں ہے اس کے برخلاف بہت سی شکایتیں ان ہندو کلارکوں کے اغواسے ہو رہی ہیں دیکھئے اس بیچارے کے ساتھ کیونکر گذرتی ہے میری رائے میں تو اس بیچارے کو کسی ہیڈ آفس میں تبدیل کر کے منی آرڈر کا ہیڈ کلارک کر دیں تو بہتر ہے تاکہ جو نقصان ہندوؤں کے ہاتھ سے اس کو پہونچتے ہیں نہ پہونچیں۔ کیونکہ اس برانچ میں پیشتر بھی اس شخص نے کام کر لیا ہے اور بجائے دو آدمیوں کے اکیلے سے کام لیا گیا تھا بغرض اسواسطے کہ اس کو نالائق کر دیا جاوے اور سب سے تنزل کرا کے صے پہ پھر واپس کرا یا جاوے مگر خداوند کریم کی مہربانی شامل حال تھی تو اس مرحلہ کو تو طے کر لیا تھا اب سب پوسٹ ماسٹری سے دیکھئے کیونکر نجات ملتی ہے۔ علی ہذا القیاس انبالہ کے ہیڈ آفس کو ملاحظہ کریں معلوم ہو جائیگا اسجگہ کیا حال ہے۔ پوسٹ ماسٹر صاحب یورپین ہیں بابو کرپا رام صاحب ڈپٹی پوسٹ ماسٹر ہیں بابو بشن داس اکاؤنٹنٹ اور بابو نہال سنگھ ہیڈ کلارک گوبند رام کلارک دوم۔ بابو مکرجی صاحب کلارک تنخواہ سے پر مقرر ہیں اور اسی گریڈ میں بابو رامانند ہیں اور صے کے گریڈ میں بابو رام چھپال لوکھا نند و جگن ناتھ اور سید احمد ہیں اور للعہ گریڈ میں بابو گرد ہاری لال ٹون انسپکٹر اور عبد العظیم کاشی رام بابو سیتا رام سری کشن بھگوانداس ہیں اس کل ہیڈ آفس میں تو صرف دو ہی مسلمانوں کی شکلیں نظر آتی ہیں اب ان کے دل سے کوئی پوچھے کیا حالت گذرتی ہوگی ہم کو تو اس لسٹ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان نہ تو اوپر کے کسی گریڈ میں ہی پائے جاتے ہیں اور نہ کم تنخواہ پر نظر آتے ہیں اگر

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

کیا اپنا مذہب بدل دوگے؟ گورو کل میگزین جولائی کے نمبر میں لکھا ہے کہ ہمیں یقین ہے کہ لالہ لاجپت رائے اور راولپنڈی کے آریہ معززین بالکل بے قصور تھے اور اس سختی کے سزاوار نہ تھے جو ان سے کی گئی ہے لیکن اس ناقص دنیا میں بعض اوقات ناکردہ گناہ بھی گنہگاروں کے ساتھ تکلیف اور مصیبت میں ڈالے جاتے ہیں۔"

میں گورو کل میگزین کی اس رائے پر علمی پہلو سے ریمارک کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس پہلو سے تو یہ دیا ہتا یہ خیال ناقص اور بیہودہ ہے۔ اس پاس ان لوگوں کی بے گناہی کا کوئی ثبوت موجود نہیں اور اس قسم کے خیالات ظاہر کر کے آریہ قوم کے اندر انتقام اور نفرت کا مادہ پیدا کرنا مقصود ہے۔

بلکہ میں اس رائے کے مذہبی پہلو پر نظر کرنا چاہتا ہوں۔ آریہ سماج کا عقیدہ ہے کہ اس دنیا میں جو دکھ یا سکھ انسان کو ملتا ہے وہ اس کے کرموں کا پھل ہے۔ پس اگر لالہ لاجپت رائے یا راولپنڈی کے آریوں کو کوئی دکھ ملا۔ تو کیا یہ ان کے اعمال کا نتیجہ نہیں؟ پھر ان کو بے گناہ کیوں کہا جاتا ہے۔ اگر آریہ سماج کا یہ ارگن آریوں کے اس اعتقاد کو تبدیل کر کے یہ رائے رکھتا ہے تو ملکی پہلو سے اس پر نظر ہو سکتی ہے مگر مذہبی حیثیت سے یہ رائے نہایت بودی اور مضحکہ خیز ہے۔

عیسائیوں کا اخلاقی اثر پادری سنڈرلینڈ کہتے ہیں کہ ہندوستان میں عیسائی مشن کو اسلئے ترقی نہیں ہوتی کہ ہمارے بعض عیسائی اہل ہند کے سامنے برا نمونہ پیش کرتے ہیں جتنی خرابیاں ہیں وہ عیسائی نمونوں سے ہیں جو ہندوستان میں پہنچ گیا ہے اسی ضمن میں آرک بشپ آف بمبئی کی یہ رائے بھی قابل غور ہے کہ اگر ہم ایسے عیسائی ہندوستان میں بناتے ہیں تو ایک سو شرابخور بناتے ہیں یہ خیال کہ شرابخوری اور افیون خوری کے وسائل کو عیسائی مذہب نے ترقی دی ہے لوگوں کے دلوں پر مسیحیت کے خلاف بداثر پیدا کرتا ہے اور عیسائیوں نے کام کو جو وہ لوگوں کو عیسائی بنانے کے لئے کر رہے ہیں مشکل بنا دیا ہے۔

آرک بشپ مذکور اور پادری سنڈرلینڈ کی رائے پڑھ لینے کے بعد عیسائی مذہب کی ناکامی اور اس کے اثر اور نتیجہ کا معلوم کر لینا کچھ بھی مشکل نہیں رہتا اور اصل بات یہ ہے کہ عیسائی مذہب کے پیش کردہ عقیدہ کفارہ کے لئے یہ لازمی امر ہے کہ انسان گناہ کی زندگی کے دریا میں کود پڑے۔ کیونکہ جب یہ یقین دلایا گیا کہ انسان کے گناہ ایک دوسرے کے سر پر لاد دیئے گئے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ گناہ نہ کرے۔ یہ مقولہ سچ ہے

عیسائی باش ہر چہ خواہی کن

ہمارے ہی ہیں مسلمان جیسے کیسے ڈیرہ غازیخان سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں کی جماعت کو بعض غیر احمدی طرف سے خلاف صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس ایک مقدمہ کی گئی ہے اس غرض کی بنا پر ہے کہ شہر مذکور میں ایک مسجد جو مسجد تیلیاں کے نام سے مشہور ہے ایک ویران اور برباد مسجد تھی کوئی عرصہ گزرا ہے کہ چند احمدی صاحبان نے اس کو با اجازت کمیٹی مرمت کر دیا اور آباد کیا۔ یہ جماعت وہاں اس سے نماز پڑھتی اور خدا کی حمد کرتی تھی کبھی کسی محلہ دار نے یا غیر نے اس پر اعتراض نہ کیا مگر اب بعض خدام دین کی اغواء سے چند محلہ داروں نے صاحب ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں اس مضمون کی عرضی دی ہے کہ احمدی جماعت کے لوگ وہاں نماز نہ پڑھیں کیونکہ مسجد مذکور سنی مسلمانوں کی بنائی ہوئی ہے۔

اللہ اللہ! مسلمانوں کی حالت کہاں تک گر گئی ہے کہ وہ مسجدوں کو آباد بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اس مقدمہ کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے مگر ہمیں یقین ہے کہ حق ظاہر ہو کر رہیگا۔ ایک وقت تھا کہ نصاریٰ نجران نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور مباحثہ کے لئے آتے ہیں اور وہ اپنے طریق عبادت کے موافق مسجد نبوی میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور ان کو اجازت دی جاتی ہے آج وہ زمانہ ہے کہ ہمارے علماء ایک مسلمان کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنا چاہتے ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اے ظالم طبع مخالفو! خدا سے ڈر جاؤ اور مومنوں کو دکھ دینے میں حد سے مت گذرو۔ ان باتوں کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوا۔ خدا کے گھروں کو برباد مت کرو انہیں آباد ہونے دو۔

اس طریق سے احمدی نماز تو نہیں چھوڑ دیں گے۔ پھر تمہاری اس شرارت سے کیا حاصل ہے؟ ایک دفعہ برنگ ظرافت ظاہر کیا تھا کہ اگر احمدیوں کے مسجد میں آنے سے مسجد ناپاک ہو جاتی ہے اور وہ کام کی نہیں رہتی تو شاعت مسلمانوں کو بڑی مصیبت پیش آئے گی کیونکہ احمدیوں نے نماز تو ضرور پڑھنی ہے اور قبلہ ہی کی طرف منہ کر کے پڑھنی ہے پھر قبلہ بھی پلید ہو جائیگا اور یہ قرآن شریف کو ام الکتاب اور خاتم الکتب اور کامل کتاب یقین کر کے اسکی تلاوت کرتے اور اس پر ایمان لاتے ہیں ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور خدا تعالیٰ وحدہ لاشریک اور آپ ہی کیلا خدا مانتے ہیں پھر ان سب کی خیر نہیں ان عقل کے اندھے مخالفوں کو کیا ان سب کو چھوڑنا پڑیگا؟ مسجدوں کے جھگڑے چھوڑ دینے چاہئیں۔ اور خوشی سے کوشش کا موقع نہیں دینا چاہیے۔ کیا ابھی سیالکوٹ کی مسجد کا مقدمہ جو چیف کورٹ تک ہو چکا احمدیوں کے حق میں فیصل ہوا کافی نہیں۔ ڈیرہ غازیخان میں اگر کوئی شخص مسلمانوں کا لیڈر یا کم از کم خیر خواہ اور اہل اثر ہے تو وہ انہیں سمجھائے کہ ایسی بیہودگیوں سے باز آئیں اور شکم پرست اور دین فروش ملانوں کی باتوں میں آ کر یہ اپنے مطلب کے لئے انہیں باہم لڑاتے ہیں۔ یہ روپیہ جو مقدمات پر خرچ کرتے ہو۔ اسکو کسی خیر میں لگاؤ۔ اسی میں بھلائی اور بہتری ہے۔ ڈیرہ غازیخان کے ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کی خدمت میں مجھے کچھ عرض کرنے کی حاجت نہیں اسلئے کہ وہ افسر ضلع ہونے کی حیثیت سے مقامی حالات سے بخوبی واقف ہونگے۔ مگر میں اتنا کہنا اپنا فرض یقین کرتا ہوں کہ احمدی قوم ایک امن پسند اور وفادار رعایا گورنمنٹ انگلشیہ کی ہے چونکہ وہ خونی مہدی اور خونی مسیح کا اعتقاد نہیں رکھتی اور تلوار کے ذریعہ جہاد کا عقیدہ غلط سمجھتی ہے اسوجہ سے نادان اور ناواقف مسلمان انکی مخالفت کر کے انہیں دکھ دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس جماعت کو واجب القتل ہونے کے فتوے دیئے گئے ہیں یہ صرف گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت اور سطوت ہے کہ مخالف ہم پر وار نہیں کر سکتے ورنہ وہ اپنی طرف سے کمی نہیں کرتے۔

وصیت نمبر ۱۵۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں مسمی طفیل احمد ولد منشی نور محمد قوم شیخ ساکن مراد آباد محلہ ؟ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ شرط ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے لہذا اس جگہ درج نہیں کیا گیا۔

چہارم۔ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے قبضہ میں اس وقت کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں ہے۔ لیکن مبلغ للعہ روپیہ ماہوار کا پنشن بورڈ چیندوسی ضلع مراد آباد میں سپرنٹنڈنٹ ہوں۔ اس واسطے میں وجوہ آمدنی کا دسواں حصہ مبلغ للعہ روپیہ ماہ بماہ صدر انجمن احمدیہ کو دیتا رہوں گا۔

پنجم۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد منقولہ و غیر منقولہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائیداد کے متعلق بھی میری یہ وصیت ہے۔ کہ میرے مرنے کے بعد اسکا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے اور انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہوگی۔ اور اس کو اختیار ہوگا کہ میری اس جائیداد کو بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے یا اسکو فروخت کرکے قیمت وصول کرے میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

ششم۔ چونکہ میں نے یہ وصیت ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجائے اور جبتک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیویں میری نعش کہیں اور دفن نہ کیجائے۔ البتہ امانت کے طور پر صندوق میں رکھکر دفن کیجا سکتی ہے۔

ہفتم۔ اگر کسی وجہ سے میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری جائیداد سے ؟ وصول ہوئے تھے اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہوگا بلکہ انجمن کو ہوگا۔ المرقوم ۳ مئی ۱۹۰۷ء

العبد

طفیل احمد سپرنٹنڈنٹ چونگی چیندوسی بقلم خود۔ نشان انگوٹھا

گواہ شد

عبد الرشید خان احمدی سگنیلر انچارج چیندوسی بقلم خود۔ نشان انگوٹھا

گواہ شد

عبد الحلیم خان احمدی بقلم خود نشان انگوٹھا

گواہ شد

محمد حمید اللہ خان مختار فوجداری ضلع مراد آباد بقلم خود۔ نشان انگوٹھا

گواہ شد

عبد الحی عفی اللہ عنہ ساکن بدایون وکیل چیندوسی ضلع مراد آباد بقلم خود

گواہ شد

نور محمد ولد امان نور محمد شیخ ساکن مراد آباد بقلم خود۔ نشان انگوٹھا

وصیت نمبر ۱۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔ میں مسمی الٰہی بخش ولد فائدہ بخش قوم بھٹی پیشہ حجام ساکن اندرون پاک دروازہ محلہ ؟ گراں کا ہوں۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء وصیت حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں اور اپنی جمیع وجبات میں ادا کرتا رہوں اور ادا کرنے کو مستعد ہوں۔ خداوند کریم اس میں پوری استقامت بخشے اور میری وصیت کردہ کو پورا کرے۔ آمین ثم آمین۔

۱۔ میری جائیداد اسوقت مبلغ تین سو روپیہ کی ہے اور مبلغ دو سو روپیہ بابت قرضہ و حق مہر الیہ کا ادا کیا گیا ہے۔ اور مکان کی قیمت صرف یکصد روپیہ بعد از انکی قرضہ و حق مہر ہوتے ہیں اس حساب سے یکصد روپیہ کا آٹھواں حصہ مبلغ ۱۲ روپیہ ۸ آنہ ہوتے ہیں۔ ؟ مبلغ ؟ روپیہ اپنی جو وصیت میں ادا کرنے کیواسطے آٹھ ماہ کے اندر اندر دیدونگا اور مبلغ ۵ روپیہ مقررکی جائیداد غیر منقولہ کے آٹھ ماہ کے اندر اندر اپنا وعدہ پورا کرونگا۔ خداوند کریم رحیم مجھے ہمت و استقامت عطا فرمائے سکے فرض بقدم مجھ سے پورا ہو۔ آمین ثم آمین۔ مکرر آنکہ میں مبلغ ۵ روپیہ مجلس کارپردازان کو شائع ادا کرونگا۔ ۵۔ علاوہ مکان کے باقی اشیاء وغیرہ جن کی قیمت مبلغ للعہ روپیہ ہوتی ہے وہ ؟ کی تاریخ سے بذریعہ منی آرڈر بھیجتا ہوں اسی طرح آئندہ بھی میں اپنی محنت اور مزدوری کا آٹھواں حصہ جمع کرکے ۳ ماہ کے بعد ادا کرتا رہونگا چنانچہ اسوقت میرے پاس مبلغ تین روپیہ جمع ہوئے ہیں وہ بھی جنکی تاریخ سے بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت کرتا ہوں اور آپ میری مزدوری کی ۳ ماہ کی رقم میں سے حسب ذیل لنگرخانہ مدرسہ اعانت میگزین کل ؟ ماہوار کے حساب سے تین ماہ کے ۳ وضع کر لیا کریں اور باقی رقم مجلس کارپردازان مقبرہ بہشتی کے حوالے ہوگی۔ آج مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو مبلغ صد روپیہ آٹھواں حصہ جائیداد ؟ جن کی قیمت مبلغ للعہ روپیہ ہے اور مبلغ تین روپیہ اپنی محنت و مزدوری کا۔ کل مبلغ آٹھ روپیہ بذریعہ منی آرڈر خدمت میں ارسال کرتا ہوں وصول فرما کر مشکور فرماویں۔ ۶۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکی ہیں یا آئندہ شائع ہونگی دار الامان قادیان میں پہنچائی جاوے۔ اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے۔

۷۔ میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں اور اخراجات کی شامل میری وہ جائیداد ہوگی جو حسب قاعدہ بموجب اشتہار الوصیت حوالہ انجمن کردی ہو یا میری ورثا کی مقبوضہ جائیداد سے ہوگا بشرطیکہ میں نے اپنی زندگی حسب دستور کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے اور یہ اخراجات وصیت سے الگ انجمن مذکور کے حوالہ نکیا ہو اور انجمن نے اسکا اعلان باقاعدہ نکیا ہو اس حالت میں اگر زائد ؟ خرچ ہوگی تو وہ بھی میری جائیداد مقبوضہ ورثان سے دیجاوے گی اور میرے وارث ذمہ وار رہینگے کہ ان اخراجات کو اہم اور خاص ضرورت شرعی سمجھینگے۔ اور میں اپنی زندگی میں خرچ اخراجات تجہیز و تکفین انجمن احمدیہ

کے حوالہ کر دوں گا۔ جس کا اعلان میں انجمن مذکور کی طرف سے شائع کرا دونگا۔

۸۔ یہ کہ اگر میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش جمع کرا چکا ہوں گا یا کروں گا یا میری جائیداد متروکہ سے وصول ہوئے ہیں۔ اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے وارثان کو نہ ہوگا بلکہ انجمن مذکور کو ہوگا۔

(۹) میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اگر کوئی اور جائیداد اس کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد سوائے جائیداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو تو اس جائیداد کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ۴ و ۵ میں کیا ہے۔ میں ایسی جائیداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۱۰) یہ کہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیۃ میں یہ بھی شرط فرمائی تھی کہ جو شخص اس مقبرہ بہشتی میں دفن ہونا چاہے۔ وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے سو وہ بھی میں حسب توفیق پہلے ادا کر چکا ہوں۔ فقط۔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار

العبد
الٰہی بخش حجام ولد فاور بخش احمدی سکنہ ملتان اندرون پاک دروازہ
مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۶ء
نویسندہ۔ خاکسار سربلند محرر نہر احمدی ندورانہ لنگانہ

گواہ شد
محمد بدر الدین احمدی ہیڈ ماسٹر مدرسہ ڈسٹرکٹ میونسپل بورڈ ملتان شہر

گواہ شد
الٰہی بخش احمدی سیکنڈ ماسٹر مدرسہ اسلامیہ ملتان شہر

گواہ شد
عبد الرحمان ولد غلام نبی رنگریز احمدی بقلم خود

وصیت نمبر ۹۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں مسمی عبد اللہ خان ولد چودہری غلام حسین قوم جٹ ساکن بہلولپور ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ نمبر ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے یہاں پر درج نہیں کیا گیا۔

۴۔ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد موجودہ و آئندہ کا جو میں پیدا کروں دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو زیر شرائط موجودہ و آئندہ مجریہ انجمن مذکور۔ میری زندگی میں اگر میں خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے ادا کر سکوں یا میرے مرنے کے بعد میرے ورثا میری اس وصیت کے پابند ہونگے۔ کل جائیداد نو ہزار کا دسواں حصہ نو سو روپیہ بہ تفصیل ذیل ہے

تفصیل جائیداد موجودہ

نمبر شمار	قسم جائیداد	تعداد جائیداد	قبضہ کی حیثیت	قیمت کل	دسواں حصہ کی قیمت
۱	زمین زرعی واقع بہلولپور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ	۱۷ گھماؤں	مالکانہ	۱۷۰۰ للعہ سترہ سو روپیہ	۱۷۰
۲	زمین زرعی واقع چک ۱۲۷ بہلولپور ضلع لائلپور	۵۵ گھماؤں ۲ کنال	خیلکاری	۵۶۰۰ پانچہزار چھسو	۵۶۰
۳	ایضاً	۴۰ گھماؤں	غیر خیلکاری بعوض خدمت نمبرداری	۱۷۰۰ ایکہزار سات سو	۱۷۰
				۹۰۰۰	۹۰۰

مکانات سکنی واقع بہلولپور ۱۲۷ رکھ برانچ ضلع لائلپور اور واقعہ بہلولپور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ موجودہ و آئندہ اس وصیت سے خارج ہونگے اگر کسی شہر میں مکان بناؤں یا زمین خریدوں یا کوئی اور تجارت کے طور پر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کا بھی دسواں حصہ دینے کا میں اپنی زندگی میں خود اور میرے مرنے کے بعد اگر میں زندگی میں نہ ادا کروں تو میری ورثا ذمہ وار ہونگے چونکہ زمین خیلکاری و غیر خیلکاری جن کی مالک سرکار ہے کے متعلق وصیت کرنا جائز ہے اس واسطے میں نے کل زمین ملکیت اور خیلکاری اور غیر خیلکاری کی قیمت مقرر کر دی ہے جو میری اپنی سمجھ کے مطابق نو ہزار روپیہ ہوتا ہے کہ دسواں حصہ مبلغ نو سو روپیہ اپنی زندگی میں ادا کرونگا یا میرے بعد میری اولاد بیر تو ادا کرنے کی ذمہ وار ہوگی اسی طرح اور جائیداد کا بھی جو آئندہ زمین شہر اربطہ سندھ یا الاخر پیدا کروں اس کا دسویں حصہ کا دینے میں یا میری اولاد دینے کی ذمہ وار ہوگی ۱۱ فروری ۱۹۰۷ء

العبد عبد اللہ خان ولد چودہری غلام حسین قوم جٹ احمدی نمبردار بہلولپور چک ۱۲۷ ضلع لائلپور بقلم خود
گواہ شد الٰہی بخش ولد نبی بخش آبادکار چک ۱۲۷ رکھ ضلع لائلپور نشان انگوٹھا
گواہ شد محمد الدین احمدی ولد فضل داد قوم جٹ آبادکار چک ۱۲۷ رکھ برانچ ضلع لائلپور

وصیت نمبر ۹۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں کریم بخش ولد لہنا قوم آرائیں ساکن رائے پور علاقہ ریاست نابھہ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ نمبر ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور فارم مطبوعہ پر ہے۔ لہذا اسکا اس جگہ اندراج نہیں کیا۔

۴۔ میں اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اپنی وصیت کے متعلق ۱۰۰ مکان اور زمین وغیرہ کے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کر چکا ہوں اور انشاء اللہ العزیز اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہونگا۔ فقط ۱۴ ۔
مکرر یہ کہ میرے مرنے کے بعد جو میری جائیداد ہوگا کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔

العبد کریم بخش سکنہ رائے پور علاقہ ریاست نابہ۔ گواہ شد مہدی حسین مہاجر قادیان خادم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ گواہ شد میاں کریم بخش باورچی لنگر خانہ حضرت اقدس قادیان

وصیت نمبر ۹۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں لعل الدین ولد محمود قوم باغبان ساکن قتال پور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ نمبر ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اسلئے اسکا اس جگہ اندراج نہیں کیا۔ ۴۔ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میں بشرح صدر اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ انجمن کو بہ تعمیل رسالہ الوصیۃ مہینہ یا دو مہینہ کے بعد حساب کر کے بھیجا کرونگا۔ میں خود امین رہونگا یہ اقرار نامہ اشتغار الدم

مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۰۷ء العبد لعل الدین باغبان۔ گواہ شد سلطان حامد احمدی بقلم خود۔ گواہ شد تابعدار حسام الدین بقلم خود

جبکہ یہ بات پھر چھپ رہی ہے

ممکن ہے کہ ایک بات ایک، دو یا تین مرتبہ وقوع میں آوے اور آپ کو اسکی جانب توجہ نہ ہو لیکن جبکہ یہی بات متواتر ہو اور اطبا اور آپکے ہمسایہ اسکی بابت آپسے کہیں تب تو ضرور آپ اُس کی جانب متوجہ ہونگے اور ہرگز درگذر نہ کرینگے۔ یہ بھی خوش نصیبی ہے کہ اپنے ہی شہر کے ایک مشہور طبیب سے ایسی حوصلہ بڑھانے والی خبر آپ سُنیں جیسی کہ ذیل میں درج ہے۔ ڈاکٹر اے۔ ڈی۔ ہامیو پا۔ ایل۔ ایم۔ اینڈ۔ ایس۔ جن کا دواخانہ محلہ دھوبی تالاب میں واقع ہے فرماتے ہیں کہ گردوں کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں ڈوڈس بیک ایک کڈنی پلس کے بارے میں اپنی سچی رائے آپکے سامنے ظاہر کرتا ہوں میں نے ان کا استعمال اپنے مریضوں پر کیا اور بہت مفید پایا۔ میں ایسے مریضوں کو بتا سکتا ہوں کہ جو سخت تکلیف دہ پتھری کے مرض میں مبتلا تھے اور جن کو ان گولیوں کے استعمال سے شفا ہوئی اور اب تک اس مرض کی کسی قسم کی علامت انمیں نظر نہیں آئی۔ اگر گردے خراب یا کمزور ہو گئے ہیں تو کامل صحت غیر ممکن ہے کیونکہ ان سیال زہروں کو جسم سے نکالتے ہیں کہ جو قلب کی بیقاعدہ حرکت۔ کمزوری۔ چکر آنا۔ حافظہ اور جوانی کا زائل ہونا درد پشت اور پیشاب کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں اور اگر علاج نہ کیا گیا تو آخر میں ذیابیطس (میٹھا پیشاب) یا گردوں کا انحطاط (سڑنا) لاحق ہوتا ہے۔ ڈوڈس کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں گردوں اور پیشاب کی بیماریوں کے لئے مجرب دوا ہیں اور جن مریضوں کو کسی دوا یا علاج سے فائدہ نہ ہوتا تھا انکو انکے استعمال سے شفا ہوئی ہے۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ولایتی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے عہ اگر آپ اپنی فرمائش کیساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کتر کر جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپکی فرمائش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کے کی جائیگی۔

آجکل دُنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دُنیا پر آرہی ہے اس کی نظیر زمانہ سلف سابقہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں بھی نہ ملیگی۔ کہیں زلازل ہیں تو کہیں تلاطم و اولے … طاعون جو خود … پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں کبھی نازل ہو گئی جس نے ہندوستان … تباہی مچا رکھی ہے۔ پس جو صاحب اسکا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا میں غور و خوض کریں اور ان آفات سے بچنے کے لئے توبہ و استغفار کو اپنا حرز بنائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی چہاردہم کا ملہم … [illegible] … انہیں بکثرت پڑھیں اور بلحاظ اسباب ظاہری تو بیاف طاعون … لوہی کی چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں۔ بفضل تعالیٰ ہمنے اسکی یہ عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں بفور چھینٹے بنا کے اگر اسکے چند قطرات کانوں میں ٹپکائے جاویں اور کچھ ملا کر بدن پر مالش کیجاوے تو فوراً ہی … کا خوف اور … کا خطرہ جاتا رہے اور طبیعت میں ہمت وسیع … حاصل ہوگا۔ جن … گذرتی ہے اگر اسکو … میں ملا کر مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہو جاتا ہے … علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی اکروپیہ فی درجن … تیل نافع مکھی و مچھر — ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون زدہ چوہوں اور مردوں پر جب مکھی یا مچھر بیٹھ کر جب تندرست انسان کو کاٹے وہ مبتلا طاعون ہو جاتا ہے ہم نے یہ تیل اس غرض سے بھی تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے حصوں پر جہاں مکھی و مچھر کاٹنے کا احتمال ہو سب کو ملیں … کاٹنا تو کجا پاس بھی نہ بیٹھینگے۔ ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی اکروپیہ … حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کرو۔

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار مفت درج کرنا چاہے وہ ایک پرچہ نمونہ نوری شفاخانہ موکل میں بھیجدے

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری نے ہمو نکی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری نے آجکل عجیب سماں دکھا رکھا ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا آپ کیسے کبھی دھوکا ہے۔ قوائی متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہمنے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جو چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائی متناسلات پر اللہ تعالیٰ … ہونگی اور ہر قسم کی ماہیت … کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو تو طلب فرمائیں قیمت فی … روپیہ

دانہ طلسمی — پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ —

سرمہ سلیمانی — آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸

سنون دندان — دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام فی بکس ۴

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک لاکھ پڑیہ تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیے

(بدرخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ کاکوری نور)

نزول آب — ابتداء لگاؤ اور آنکھیں صاف ہو گئیں کتنی ہی کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جس نے نزول آب تک میں فایدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض جالا پھولا۔ ڈھلکہ۔ غبار۔ سبل۔ پانی۔ پڑبال۔ خارش۔ موتیابند۔ ابتدائی سرخی … وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سینکڑوں سارٹیفکیٹ معززوں و ڈاکٹروں و حکیموں و رئیسوں و عہدہ داروں کے موجود ہیں۔ ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زائد کو کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ ہونگے دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیے سرمہ زرخاکی فی تولہ … — سرمہ سیاہ بھری فی تولہ ۸

سوتی سنگی ترمدع پختہ رنگ **کم خرچ بالانشین** خوش وضع ایسا کہ ریشمی معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ جاڑوں میں … توشک لحاف کے واسطے … پائدار و خوبصورت کپڑا ہے فی تھان طول ۱۲ گز عرض … قیمت صرف … فرمایشات وی پی منگانے میں جانبین کا اطمینان محصول بذمہ خریدار جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہیے

المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ

المطبع احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا۔